

۴۵۰۶

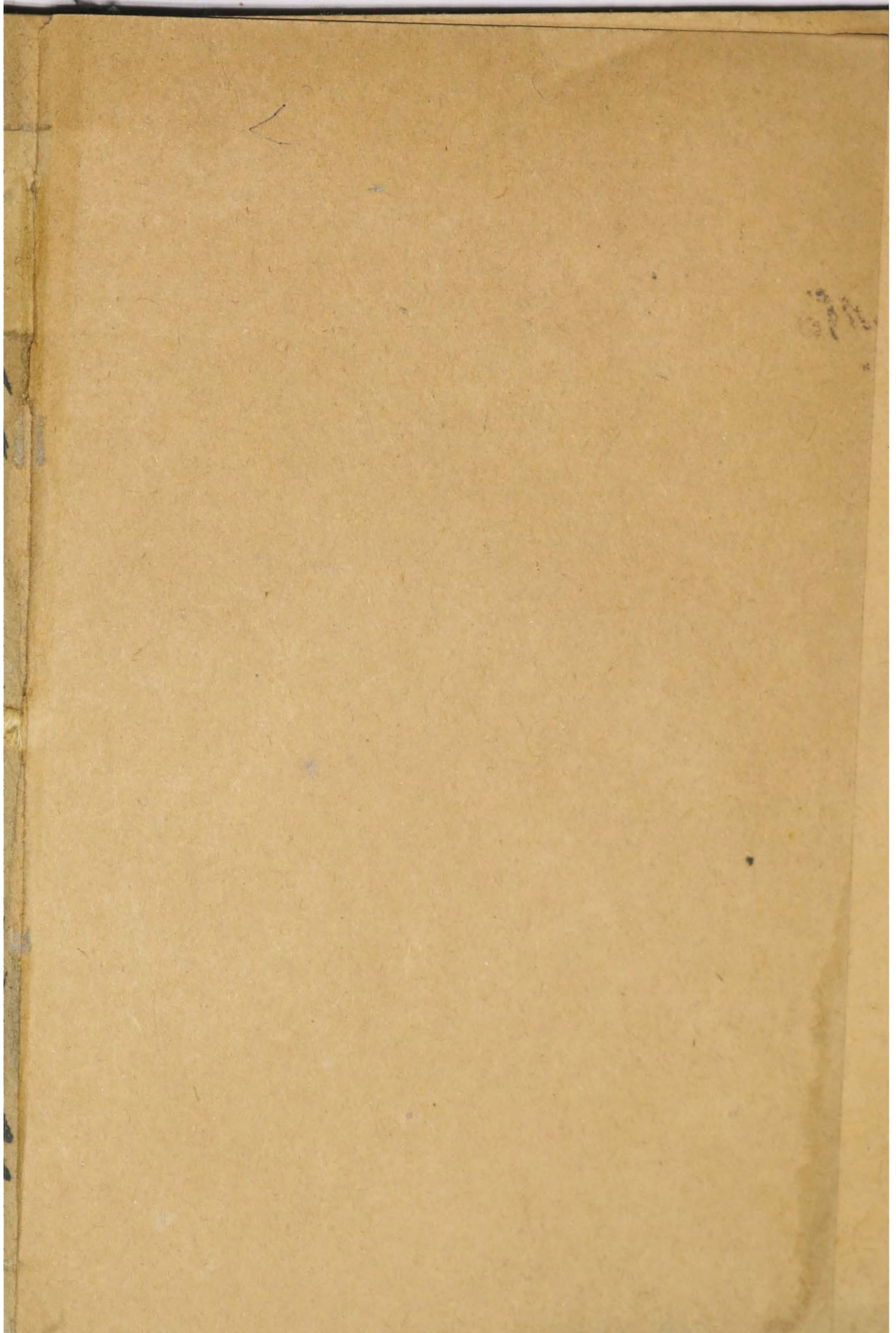
۴۵۰۵

~~۴۰۹۶~~

~~۴۰۹۵~~

سینان ظفر

سرا



820
852

۲۵۱۵۴
میزنگ

یہ

فساد و شینیت و شکنتلا

21

اقبال و راحت‌ترتگی

١٠٠

زمانہ پر یس کاں پور

[illegible]

التماس

آغازِ شباب کا زمانہ حوصلہ اور اُمتِ گ کا زمانہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ جذبات قومی و ملکی ضرورتوں کے لحاظ سے مفید اور کارآمد وسائل کے پیدا کرنے میں صرف کئے جاویں، یا دوسری صورت میں یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو بیکار مشغولوں میں لگا دیا جاوے جسکے جانب زمانہ مذکور میں اُنکا فطرتی رجحان ہوا کرتا ہے۔ بد قسمتی سے ہماری قوم میں ہماری اعلیٰ مذہبی تعلیم کے اشاعت کی طرف سے بالکل لاپرواہی برتی جاتی ہے۔ انسان کو اُسوقت ایک سچا انسان بنانے کی کوشش کبھی نہیں کی جاتی جو اسکے لئے نہایت النسب ہے جسکا یہ قدرتی نتیجہ ہوتا ہے کہ نوجوان طبیعتیں مادہ پرستی میں مبتلا ہو کر اپنے سارے دلوں "حُسن و عشق" کے پیچیدگیوں میں پھنسا کر وہیں کے وہیں ضائع کر دیتی ہیں۔

میں بھی ایسا خوش نصیب نہیں تھا کہ زمانہ کے ان ناقص اثرات سے محفوظ رہ سکوں۔ مثنوی گلزارِ نسیم کے مطالعہ سے مجھ کو دیرینہ دلچسپی تھی جسکی بیشال خوبیوں نے میرے دل کو متاثر کئے بغیر نہ چھوڑا۔ ابتداءً ۱۹۷۸ء میں، میں نے تہیہ کر لیا کہ اس اثر کو عملی صورت میں لانے کی کوشش کروں۔ اور اس کے لئے میں نے

کالی واس کے مشہور ڈراما شکستہ کو منتخب کیا۔

دوستانہ تحریک بھی تھی جو مشفق باوراج بہادر ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ کی جانب سے بار بار ہوتی رہی میری محنت سے بالآخر مجھ کو کامیاب کیا اور اب یہ چھوٹی سی شہنوی ناظرین کرام کے قدردان ہاتھوں کے حوالہ کی جاتی ہے۔ اپنی پیچیدہ سی یہ تو مجھ کو کبھی توقع نہ تھی کہ اس نظم کو شاعری کی دنیا میں وہی پایہ اعزاز و قبولیت حاصل ہوگا جو شہنوی گلزار نسیم جیسی گرانمایہ نظم کو حاصل ہے۔ لیکن یہ اُمید فردر تھی کہ شاید اس خیال کے بدولت معزز ناظرین کی عارضی دلچسپی کا ایک پُر لطف ذریعہ نکل آئے۔ غالباً میں یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ میری یہ اُمید تکمیل کے درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ اسکا کفیل وہی ایک خیال تھا جس نے مجھ کو اس دماغ سوزی پر مائل کیا۔

اب شہنوی کے متعلق مجھ کو یہ عرض کرنا ہے کہ یہ نظم قریب قریب بالکل میری طبعزاد ہے۔ اصلی ڈراما کی تقلید صرف اُسی حد تک کی گئی ہے۔ جہاں تک محض خاص خاص واقعات سے تعلق ہے۔ نیز قصہ کا تسلسل قائم رکھنے کے لئے مجھ کو چند ابواب کا بطور خود اضافہ بھی کرنا پڑا ہے۔ یہ اضافہ نہایت ضروری تھا۔

میں اپنے کرم فرما سسر پیارے لال صاحب شاکر (میرٹھی) کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے سب سے پہلے ۱۹۷۷ء میں اس شہنوی کا

نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا اور ابتدائی دو باب رسالہ ادیب (الآباد) میں شائع بھی کئے جسکے وہ اُس وقت اڈیٹر تھے۔ موصوف نے اسکی نظر ثانی بھی فرمائی اور میں خوشی سے اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ بجملاً یہ نظر ثانی میری اصلاح مکرر کی محنت میں کسی قدر تخفیف کا باعث ضرور ہوئی۔

فروری ۱۹۱۶ء میں حسب الارشاد مکرم منشی دیانزائن صاحب نگر ممبئی۔ اے (اڈیٹر زمانہ "کان پور") مجھکو اس مثنوی کی پھر نظر ثانی کرنا پڑی۔ بہت ممکن ہے کہ میری نو مشقی کے سبب اس میں اب بھی متعدد خامیاں موجود ہوں۔ تاہم کرام معاف فرمائیں۔

اقبال و راسخ ہنگامی

۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء



تمہیدی نوٹ

”شکنتلا سنسکرت شاعری کا سدا بہار گلاب ہے، کالی داس سنسکرت شاعری کا دل ہے تو شکنتلا اس دل کا درد۔ تمنا اور خواب ہے۔ اسکا نام دلون مین پاکیزہ، دلکش، اور رنگین تصورات کے جگانے کا ایک منتر ہے۔ شکنتلا کا نام زبان پر آیا اور پردہ تصور پر ایک تصویر کھینچ گئی۔ کیسی شگفتہ، کیسی دروانگیر، حسن اور شباب کا ایک نبھانے والا خواب، پھول کی طرح نازک اور پتی کی طرح کمزور۔

ہر ابھرا جنگل، کنول کے پھولوں کا گنج، ہرنون کی کلیلین، چڑیوں کی خوشنوائیاں، شہد کی مکھیوں کے نغمے اور ہوا، معطر کے جھونکے۔ ان دلفریبیوں کے بیچ میں شکنتلا اپنی دوہیلیوں کے ساتھ بھورے کسل کے پتے پر راجہ و شینت کو خط لکھتی ہے کتنا دلفریب تخیل ہے۔ کیا شاعر کی فکر رنگین۔ جذبہ حسن و فراق کی اس سے زیادہ پُر اثر اور پُر درد تصویر کھینچ سکتی ہے؟ شکنتلا ایک عورت ہے۔ شعر کی۔ درد کی۔ میٹھی

الاپ کی۔ وہ سیتا کی طرح پاک نہیں۔ سادتری کی طرح مستقل نہیں۔ دمن کی طرح صابر نہیں۔ وہ ایک کمزور مہستی ہے۔ تناور درخت نہیں جس پر ہوائیں اثر نہیں کرتیں۔ وہ ایک شاخ ہے جو ہواؤں سے ہلتی ہے۔ اور ٹوٹ جاتی ہے۔ یہی اسکی کمزوری، اسکا جوہر

ہے۔ اسی نے اُسے اتنا دلکش بنا دیا ہے۔

شکسپیر کی طرح کالی داس نے بھی اپنے ڈراموں کے پلاٹ اختراع نہیں کئے بلکہ پرانی روایتوں سے لئے ہیں۔ لیکن ان روایتوں میں وہ رنگینی بیان اور لطافت جذبات بھر دی ہے کہ قصہ بالکل اچھوتا ہو گیا ہے۔ رموزِ افقت کے بیان کرنے میں کالی داس کو یدِ طولیٰ حاصل ہے۔ اور اس رنگ میں کوئی دوسرا سنسکرت شاعر اسکے ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس نے قدرت سے حُسن پرست نگاہ پائی تھی جو انسانی جذبات ہی تک محدود نہ تھی۔ پھول اور پودے۔ وحش و طیور غرض سارا نیچر اسکے لئے حُسن اور جذبہ سے پُر تھا۔ اسی لیے اسکے ہرن اور مور محض خوبصورت جانور نہیں۔ اسکی کوئل در پہچو محض خوشنوا چڑیاں نہیں۔ ان میں وہ دلکشی ہے جو شاعر کے حُسن ہی سے پیدا ہو سکتی ہے۔ یہی وصف ہے جس نے یورپ کے سخن فہمون کو کالی داس کا مداح بنا دیا ہے۔

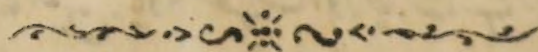
شکنتلا کے ترجمے اُردو اور ہندی میں بہت عرصہ ہوا ہو چکے۔ لیکن اب تک کسی نے اسے مثنوی کی صورت میں لکھنے کی طرف توجہ نہیں کی۔ قصہ اپنے رنگینی اور دلکشی کے اعتبار سے مثنوی کے لئے خاص طور پر موزون نہیں۔ ہمارے خیال میں اسکی بندش میں گلزارِ نسیم سے کہیں زیادہ شعریت اور جدت ہے۔ اسکے حُسن بیان کی چاہے جتنی تعریف کر لیجئے۔ لیکن اصل قصہ میں ذرا بھی وطنیت نہیں، اُردو یوسف زلیخا

قصہ شیریں فرہاد اور گلزار نسیم میں معاشرت معیار۔ اخلاق کے اعتبار سے کوئی تجاوز نہیں۔ لیکن شکنتلا میں وطنیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس کے مردوزن گلزار ہیں۔ چرند پرند آسمان و زمین۔ آداب و اخلاق، رسم اور تمدن سب ہندوستان کے ہیں۔ اور اب بھی ہم انھیں کسی قدر متغیر صورت میں روز دیکھتے رہتے ہیں۔

اس قصہ کو اردو میں نظم کر کے منشی اقبال و رما سحر ہتگامی نے اردو خوان پبلک کو زیر بار احسان کیا ہے۔ ان کے طرز بیان کی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کا فیصلہ ناظرین خود کر لینگے لیکن اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ بلاغت اور روانی بیان اور حسن ترکیب کے اعتبار سے ”نیرنگ سحر“ قریب قریب گلزار نسیم سے لگا کھاتی ہے حضرت سحر محض بندش کے لئے کالی داس کے ممنون ہیں۔ بیان کلیتاً انکا اپنا ہے اور اگرچہ انھوں نے کہیں کہیں ضرورت شعری سے مجبور ہو کر قصہ میں انحراف کیا ہے لیکن فی الجملہ قصہ کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں۔ ہم کو اُمید ہے کہ ناظرین ”نیرنگ سحر“ کا خوشی سے خیر مقدم کریں گے۔ اور حضرت سحر کے کاوش کی داد دیں گے۔ جس کے وہ بدرجہ اولیٰ مستحق ہیں۔

دیازین نگم

کانپور (دفتر زمانہ)



مشوی نیرنگِ سحر

پہلا باب

ولادتِ شکنتلا

رباعی

اب کیا رہا، خود خدا سے بیگانہ کیا
اچھا کیا یا بُرا - اچھا نہ کیا

اے عشق! تیری دی نے کیا کیا نہ کیا
حاصل یہ کہ سحر تو نے حسبِ اطوار

یوں خامہ سے ہے بیانِ دلکش
مقا ایک فقیرِ نیک محضر
تھا حسنِ عمل میں وہ گرامی

کہتا ہے جو داستانِ دلکش
قصہ ہے کہ جوے گوتمی پر
بسوا مستر اُسکا نامِ نامی

از بسکہ اسیر معرفت تھا
وحدت کی چمک عیاں تھی اسپر
تھا دشت بھی خوبوں سے معمور
ہر گل تھا برنگ جلوہ حسن
اک کتبہ راز برگ تر تھا
سوجوں کی وہ آب میں روانی
پانی میں حباب کی وہ مستی
لائی تھی صبا ہوا سے جنت
اٹھا تھا جو پردہ حقیقت
اک سمت وہ عابد خردمند
بوسے گل خاص پیڑہن میں
تھایا دِ حندا میں وہ جو مخمور

گویا تصویر معرفت تھا
قدرت کی جھلک عیاں تھی اسپر
یا منظر شان حسن مستور
ہر غنچہ بسانِ عفتدہ حسن
تفسیر نکات ہر شعبہ تھا
کہتی تھی فسانہ نہسانی
کرتی تھی عیاں فریب ہستی
تھی پیش نظر فنا سے جنت
ہر شے میں تھا جلوہ حقیقت
تھا محو عبادتِ خداوند
تھی راحتِ راست اسکے تن میں
تھا رشک سے دل ملک کا معمور

اک اک نے حسد سے اُسکو تارڑا
 بکوا وہیں حور مینکا کو
 ”درویش کی بندگی بگڑ جائے
 بولی وہ کہ ”سہل بات پائی“
 جا پہونچی وہ مہرشی کے تپ
 بن ٹھن کے وہ سج سجا کے پہونچی
 بے پردہ تھا نورِ حسن دلکش
 شوخی حسرام کا یہ تھا حال
 آئی وہ لگاتی سوز کی آگ
 خاموش طیور خوشنوا تھے
 کرتی تھی الاپ بے خبر دل
 صحرا میں غرض جو گونج اٹھی تان

یوں کھیل بننا ہوا بگاڑا
 ظاہر کیا سب نے مدعا کو
 عرفان کے چمن پر اوس پڑ جا
 یہ کہکے چلی زمیں پر آئی
 اک پھول نیا کھلا چمن میں
 اور نر و فتنہ جا کے پہونچی
 ظاہر تھا غرورِ حسن دلکش
 فتنہ تھا قدم قدم پہ پامال
 گاتی ہوئی حسن و عشق کا راگ
 مدہوش صدا سے نعمت زائے تھے
 لوٹا جاتا تھا رقص پر دل
 چھوٹا عابد کا گیان سے دھیان

دیکھا تو تھی اک نگارِ خوشرو
 آنکھوں نے دئے وہ جامِ سرشا
 جو بن میں بھرا ہوا تھا جادو
 دیوانہ بنایا ہر ادانے
 انداز پہ دل ہوا تھا قرباں
 تھا پہلے تو بندہ خدا وہ
 جس دل میں فروغِ لامکاں تھا
 دل گھر تھا حسد اکا اب ہوا دیر
 ہر چند تھا وہ صراطِ رام پر
 پھر آگئیں حسرتیں نکل کر
 ہمت ہوئی دل میں التجا کی
 ظاہر ہوئی حالتِ نہانی

بس دل میں سائی عشق کی بو
 ز اہد کے ہوئے حواس بیکار
 چتون میں بھرا ہوا تھا جادو
 زائل کئے ہوشِ مینکا نے
 آواز پہ دل ہوا تھا قرباں
 اب بندہ صنم کا بن گیا وہ
 اک جلوہ باطل اب وہاں تھا
 پیدا ہوا روشنی میں اندھیر
 ششدر تھا مگر قدم قدم پر
 ارمان پہ پھرے پھل مچل کر
 جرات ہوئی عسِ فتنہ کی
 اُس رنگ پریدہ کی زبانی

تھا دام پری کا مدد پاؤش
وہ پاک خیال سر سے نکلے
دونو ہوئے حظ وصل میں چور
میں یاد مہینہ گزر کر
یعنی اک دخت، دلبری سے
آپل پہ اٹھایا مینگانے
شرمانی ہوئی ادا سے آئی
بولی کہ "اے نکتہ دان الفت!"
"اُس نور کی جانظر میں رکھنا"
"اب مجھ کو وطن کی ہوا اجازت"
دیکھی جو وہ دخت ماہ پارہ
اُس غنچہ کو دیکھ کر ہوا زرد

در ویش سے ہو گئی ہم آنکوش
ارمان اُدھر اُدھر سے نکلے
مہ نے لیا آفتاب سے نور
نکلا وہ جسد، وہ نور انور
جادو سی عیاں ہوئی پری سے
دامن پہ رکھی کلی صبانے
نزدیک رشتی حیا سے آئی
لے نذر یہ ار مغان الفت!"
اس نقش وفا کو بریں رکھنا!
جانے کی عطا ہو جلد رخصت"
عابد کو ہوا غنیمت نظارہ
یاد آیا سبب تو ہو گیا زرد

غفلت سے جو چشم ہو گئی وا
 آنکھوں سے اڑا خمار غفلت
 منہ پھیر، حجاب کر گیا وہ
 پھر ہو کے غریق بحر افسوس
 "اے نفس! کیا یہ تو نے کیا ہے
 "تھوڑے کا مٹا نشان، صد افسوس!
 یہ کہلے وہ زار زار رویا
 دیکھی جو پری نے کج ادائی
 چھوڑا وہیں اس بُتِ حسیں کو
 آہستہ وہاں سے خود اٹھ آئی
 بسو آستر اس جگہ تھا مدہوش
 دُنیا کی نہ اُسکو تھی خبر کچھ

حیا کا گرا نظر سے پردا
 جانا کہ بگڑ گئی عبادت
 بس خوفِ خدا سے ڈر گیا وہ
 بولا "صد حیف بخت معکوس!
 کیسی ہوئی تجھ سے یہ خطا ہے
 محنت ہوئی رائیگاں صد افسوس!
 اُن سوز سے شمع وار رویا
 کچھ فسح پر اپنے مُسکرائی
 دریا نے گہر دیا زمیں کو
 جنت کو اڑی، ہوئی ہوائی
 تھیں مادر و دخت سب فراموش
 غم تھا اپنا ہی، تھا اگر کچھ

دیوانہ سا چل دیا کہیں کو
ناگاہ وہاں ہوا نمودار
آئینہ میں حُسن کی تھی تصویر
شعلہ سا نہساں تھا زبردِ امن
پیارے تھی وہ بھولی بالی صورت
واجب اُسے چھوڑنا نہ جانا
آنکھوں میں لیا گلے لگایا
رکھا اُس کا شکستہ نام

چھوڑا اُس دشت کی زمیں کو
درویش تھا گن اک نکو کار
دیکھا یہی بر خاک جا میں تنویر
اک ہنس تھا سر پہ سایہ فگن
خوبی کی تھی اک نرالی صورت
تھا بسکہ رجم پسردانا
معصوم پر اُس کو رجم آیا
گھر لایا غرض اُسے وہ خوش کام

رہتی تھی سہیلیوں میں بن میں
بڑھنے لگی شاخ گل چمن میں

دوسرا باب

تاثير عشق



رباعی

ہر وقت میں اس بھر کی امواج رواں
مشہور ہے یہ بعشق ہے ہے محسن جہاں

ہیں نفس کی ہر نفس شرارت عیاں
گو تھر نہاں رہتی ہے گاہے لیکن



یوں خامہ رواں ہے صورت تیر
تھا عصر سلف میں شہر مشہور
اک عدل تھا پاسدار رواں کا

کیفیت صید ہے جو تحریر
وہی کے قریب ہستنا پور
دُشینت تھا تا حب دارواں کا

سرعت میں نظر تو فیض میں سیل
 جو حسین تھا غم ربا و ہاں تھا
 اک روز یہ شہ کے جی میں آیا
 کی حکم نے فوج تک رسائی
 تھا بن میں جو زاہدوں کا مکن
 تفریح کو صید تھا جو درکار
 بس شاہ رواں ہوا کہاں کھینچ
 ہر چند دواں تھا تو سن شاہ
 اس طرح وہ مست بادۂ شوق
 وہ فوج تھی سب نظر سے پہاں
 دیکھا تو کھڑے تھے چند زہاد
 تو لیل کرم نہیں ہے زیبا

جرات میں بر تو زور میں خیل
 تھا شہر کہ منظر جہاں تھا
 صحرا میں شکار کھیلے جا
 جنگل میں وہیں گھٹا چڑھ آئی
 کہلاتا تھا اس سے وہ پتوین
 آہو سے بلا وہ شیر جزار
 بھاگا وہ ہرن بھی جہم جان کھینچ
 مطلب کی مار نہ کچھ ملی راہ
 مصروف شکار تھا بصندوق
 ناگاہ سنی صدا سے افغاں
 بولے وہ کہ "تو ہے اہل بیداد!"
 بندوں پستم نہیں ہے زیبا

یہ سنکے کیے پر کر کے افسوس
 دمی سب نے دعا بھلا نکو کا
 پکھڑو لے شہ زماں سے نزدیک
 جو نے کو سے گیتہ داں ایک آج
 یہ کہکے وہیں دہن کو پھیرا
 تھا بسکہ خیال پاک دل میں
 اک باغ ملا جو کچھ ذرا چل
 یہ ہو نچا تو سنی صداے خوش لحن
 سو چا وہ کہ دیکھے تو کیا ہے
 نظارہ کا شوق تھا جو بر میں
 شکلیں نظر آئیں تین بارے
 اس ماہ کا وصف کب بیاں ہو

وہ چھوڑ کہاں ہوا قد صوبس
 پھو لے پھنے باغ آرزو کا!
 ہے مسکن کرنیاں سے نزدیک
 ہاں جائے آپ بھی مہاراج!
 اس سمت شہ زماں کو پھیرا
 پہونچا شہ دشت متصل میں
 جنگل میں رچا ہوا تھا منگل
 دل ہو گیا بتلاے خوش لحن
 یہ کس گل حسن کی ہوا ہے
 طائر کی طرح چھپا شجر میں
 یعنی اک چاند دوستارے
 گر فکر بھی صورت زباں ہو

فرق اسکا تھا تحت فہم وادراک
 پیشانی میں آئینہ کی تنویر
 پتلی آنکھوں میں جلوہ گر تھی
 پلکیں تھیں برنگ ابرو دلجو
 رخساروں میں کچھ عجب سماں تھا
 کیا راہ ہو اُس دہن میں طے کی
 موزوں تھی جو بسکہ نزدیک ناک
 واجب تھی جو چاہنے کی تمیل
 وہ گردن سُرخ مست و مغرور
 دو ہاتھ بنے تھے نور کے ہاتھ
 سینہ پہ نگاہ جا کے تھک جا
 خوبی کا خزانہ وہ شکم تھا

تمثال نماے صنعتِ پاک
 دکھلائی تھی شانِ حسنِ تقدیر
 یا مہر کی چرخ پر نظر تھی
 دو قوس قزح تھیں دو نوا برو
 سعدین کا باہمی قراں تھا
 کیا بات ہونا پدید شے کی
 ماہی کو ہم بقا کی تھی تاک
 کیوں ہونہ چٹے ذقن کی تکمیل
 شیشہ میں بھری شرابِ انگور
 یہ بات کب آئی حور کے ہاتھ
 جو من کی طرح سے جی ڈھلک جا
 موتی کا ذخیرہ زبریم تھا

ناف اُسکے کمر سے اس طرح پاس
 رکھتی نہ تھی حاجت آئینہ کی
 نازک تھے جو بسکہ پائے گلہام
 موفرق سے تا کمر عیاں تھے
 صورت میں بھری ہوئی تھی خوشی
 اس طرح شکنتلا بصد ناز
 دو ساتھ سہیلیاں تھیں گلہام
 کچھ پاس نزاکت بدن تھا
 گو وضع میں سادگی کا تھا ڈھنگ
 عالم تھا شباب و دلگی کا
 بھر بھر کے گھرے وہ کھینچتی تھیں
 رُک رُک کے وہ کھینچنا غضب تھا

خاتم میں جڑا ہو جیسے الماس
 زانو میں تھی صورت آئینہ کی
 جنباں تھے قدم قدم پہ ہر گام
 یہ آتش حسن کا دھواں تھے
 قامت میں بھری ہوئی تھی خوشی
 واں جلوہ فروز تھی خوش انداز
 انسویا اور پریمسدا نام
 ہلکا سا لباس زیب تن تھا
 پھوٹا پڑتا تھا حسن خوش رنگ
 تھا دور عجب ہنسی خوشی کا
 ہر شاخ و شجر کو سینچتی تھیں
 جھک جھک کے وہ سینچنا غضب تھا

تھی حوضِ گلاب ہر کیاری
نظارۂ حالِ سادہ لوحی
یا پھولوں کی شاخ کا تھا جھکنا
بارش کا نظارہ تھا شفق سے
شرما کے وہ منہ کو موڑ ہنسنا
اک اک کا غضب وہ چھینٹے دینا
وہ مستی و لطفِ بیجا بی
نکلی جاتی تھی جاں ادا پر
یعنی دُشینت شاہِ خوشخو
دل میں ہوا عشق آتش افروز
دلدادہ دلریا ہوا وہ
خوش چشم کے بر میں جا چھپایا

ہر سو تھا گلوں میں آب جاری
ظاہر تھی مثالِ سادہ لوحی
چل کر وہ قدم قدم پہ رُکنا
وہ عارضِ سُرخ پر عرق سے
اڑ اڑ کے وہ آنچلوں کا پھینسا
اک اک کا مذاق کی وہ لینا
وہ حُسن کی باے بے نقابی
قرباں ہوتا تھا دلِ صدا پر
وہ محو نظارۂ پریر و
دیکھی جو وہ شانِ حُسنِ دلسوز
مفتونِ مشکنتلا ہوا وہ
آنکھوں سے نظر نے دل اڑایا

تشویش ہوئی جو دل میں پیدا

یوں ورد غزل میں تھا مویدا

غزل

کس مہ سے ہوئیں دو چار آنکھیں

کتنوں سی ہوئیں نگار آنکھیں

کس شوخ ادا نے دل چرایا

پھرتی ہیں جو بقرار آنکھیں

افشاں نے یہ کس کے رنگ ڈالا

ہوئے لگیں اشکبار آنکھیں

دیوانہ بنا رہی ہیں دل کو

یہ کس کی غزال وار آنکھیں

دیکھوں وہ جمال عالم افروز

ہوں کاش کہ بیشمار آنکھیں

کس شمع سے آہ یوں لگی تو

برسانے لگیں شرار آنکھیں

کیا اُس سے توقع وفا ہے

آخر ہیں اُمید وار آنکھیں

کس مست شباب کی کشش ہے

جھکتی ہیں جو بار بار آنکھیں

ہو عشق میں سحر اشکباری

خواہش ہے کہ ہوں ہزار آنکھیں

گلگشت میں تھی اُدھر وہ گلغام
 دو نو میں تناسُپ بدن تھا
 دو نو تھے مہ سپہر خوبی
 دو نو میں شباب و حُسن کا رنگ
 تنویرِ جمالِ حُسنِ دونوں
 ذرہ سے بھی نورِ مہر تھا کم
 تھا دل کی تڑپ سے یاں یہ بے گل
 یاں لب پہ تھا کلمہ جنوں خیر
 یاں پر تو مہ سے مہر تھا ماند
 نالاں تھا یہ یاں بسانِ کلبیل
 تھا وصل سے عشق گرم تاثیر
 چہرہ پہ شکستہ کے پہونچا

بیتاب تھا یوں اُدھر یہ ناکام
 دو نو میں غضب کا بانگین تھا
 دو نو تھے فروغِ دہرِ خوبی
 دو نو میں ادا سے یار کا ڈھنگ
 تصویرِ خیالِ حُسنِ دونوں
 تھا عشق سے اب مگر یہ عالم
 شونہی سے نہ واں تھی کچھ اُسے کل
 جو بات تھی واں وہ فرحت انگیز
 واں سایہ خور سے پُر ضیا چاند
 خنداں تھی وہ واں بصورتِ گل
 یاں حال تھا یہ اُدھر یہ تدبیر
 اڑ کر ناگاہ ایک بھونرا

بھاگی وہ کنارے ہٹ گئی پھر
 ہاتھوں کو پٹک پٹک اڑایا
 آحسہ چلائی ڈر کے مجبور
 ”پھر ہاے وہ دیکھو آ رہا ہے
 واں پاس وفا تھا کسی تھی
 بولیں وہ کہ ”جا جہاں ہے دشمنت
 یہ بار اٹھانے والی ہم کون؟
 یاں چھڑ تھی لطف متصل میں
 ”جو کچھ ہو، چلو اسی بہانے
 پہونچا وہیں، جو تھی جائے امید
 پوچھا ”اے ہوشان خوشرو
 قاطع ہوا کون آشتی کا؟

سکڑی، دہکی، سمٹ گئی پھر
 آنچل کو جھٹک جھٹک اڑایا
 ”سکھیو! دوڑو! اسے کرو دوراً
 ناحق یہ مجھے ستا رہا ہے
 ہر لحظہ لگاؤ تھا، ہنسی تھی
 فریاد رس زماں ہے دشمنت
 ہیں تجکو بچانے والی ہم کون؟
 واں شہ نے کیا خیال دل میں
 موقع دیا طالع رسا نے
 وارد ہوا سنبہ میں خورشید
 کیوں شور ہے، کون ہے جفا جو؟
 دعوے ہوا کس کو سرکشی کا؟

لب غنچہ کی طرح ہو گئے بند
ششدر تھی ہر ایک بت کی صورت
بولی "نہیں کوئی فتنہ پرداز"
ز بنور کی خود سری سنائی
رک رک کے حیاتے پوچھے حالاً
"کیا کام" کہا۔ کہا کہ "نا کام"
بولا کہ "حفاظتِ فقیری"
تھی عقدہ کشائے رازِ الفت
تینوں سے علیحدہ جا کے بیٹھی
یوں عشق کی دل میں ابتدا تھی
کن آنکھوں سے دیکھنے خط و خا
"شعلہ ہے نہاں ضرور خس میں"

شرمائیں یہ دیکھ کر وہ تا چند
وہ حسن و جلال کی تھی صورت
آہستہ آہستہ باندا از
اُس گل کی وہ دلبری سنائی
پھر شب کو بٹھا کے بامدارات
"کیا نام؟" کہا۔ کہا کہ "گننام"
پوچھا کہ "حصولِ دستگیری؟"
یاں بہر شکن تلا وہ صورت
خود اٹھ گئی، سر جھکا کے بیٹھی
وہ محو جمالِ دلربا تھی
تھا عشق سے شرم کا بھی حال
سوچی وہ دیکھ بھالِ رسمیں

"یہ کوئی بشر حجاب میں ہے
 سمجھی نہ وہ سادہ لوح زہنہار
 مضطر تھا جو یاں گماں سے عاشق
 تھا دل میں بسا خیالِ محبوب
 انسوئیاتب بہ خوش بیانی
 وہ بسو امتہ کی عبادت
 وہ عرش سے مینکا کا آنا
 غنچہ میں وہ دخل موجِ مصر
 عابد کا وہ خوں اپنے شرکا
 وہ گن کا اُس کو بن سے لانا
 یوں خستم کیا ترانہ عشق
 باتیں تھیں یہ آشنائیوں کی

پوشیدہ گہر حباب میں ہے
 ہیں حضرت عشق کے سب آثار
 واں وہ ہوئی لاکھ جاں سے عشق
 پوچھا راجہ نے حالِ محبوب
 کہنے لگی عشق کی کہانی
 وہ رشک کی ہر ملک کی عادت
 وہ نفس کا قسر زہد پانا
 وہ نہایت گل و جو دستہ
 شعلہ کا وہ چھوڑنا شرکا
 وہ نام شکنلا رکھانا
 سارا وہ کہا فسانہ عشق
 گھاتیں تھیں یہ دلربائیوں کی

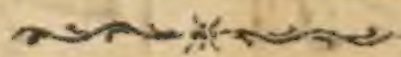
دیکھا تو تھا سر پہ لشکرِ شاہ	اٹھا اتنے میں شورِ ناگاہ
قافل تھے نیازِ عشق سے وہ	واقف تھے نہ رازِ عشق سے وہ
وہ پرودہ اسم ہو گیا باز	آتے ہی دکھائے طرزِ غماز
مانگی رخصت ہو ا روانہ	دیکھا جو یہ شہ نے کارخانہ
بس دل میں شکستلا ہوئی زار	دل چھین کے لیگیا جو طرار
شیشہ میں مگر چھپا نہ الہاس	ہر چند سہیلیوں کا تھا پاس
وہ بات عیاں تھی چشم تر سے	کہتی تھی نہ جسکو خوفِ شر سے
یاں زورِ قِ صبر ہو گئی غرق	باؤل میں چھپا وہ شعلہ برق
آئی یہ غزل زباں پر اُسکے	تھا سبیل الم جو جاں پر اُسکے

غزل

قابو سے جو اپنے ہے بری آنکھ	کس دشمنِ جاں سے لڑکٹی آنکھ
پتلی سے بنی ہے آر سی آنکھ!	حیراں جو کسی کے حسن سے ہے

<p>کیا عشق کی ہے یہ بندگی آنکھ؟ پھیری جو کسی نے اک فرمی آنکھ کیوں اب نہ رہی وہ آنکھ سی آنکھ بیوجہ نہیں ہے خوں بھری آنکھ اس طرح سے آہ کچھ لگی آنکھ ہر گل کی تو کرتی تھی سنہی آنکھ</p>	<p>پڑتی ہیں زمین پر نگاہیں آنکھوں میں سیاہ ہے زمانہ مانا یہ کہ دل نہیں ہے لیکن کھایا ہے کسی نگاہ کا تیسر دشوار ہوا تپس کا پھرنا کیوں خندہ گل ہے طعنہ زن آج</p>
---	---

<p>کیا درپے جو زخم ہے چرخ کیوں پھر گئی ماہ و قمر کی آنکھ</p>



<p>بہارِ دل و دماغ گلشنِ دل و دماغ</p>	<p>بہارِ دل و دماغ گلشنِ دل و دماغ</p>
---	---

تمییز باب

شادی



رباعی

ماتے ہر شش سے سارے بوڈنالو

جب طبقہ خاک میں شش ہو موجود

ہے ہر شش مہر سے گیتی کا وجود

مخلوق میں ہر شش نہ کس طرح عیاں



اس طرح قلم ہے محو قرطاس

مشرق سے ہوا زمانہ افروز

یعنی دُشینیتِ نو گرفتار

آیا ہے جو ذکر وصل سے راس

جب ہمدِ عاشقانِ پُر سوز

وہ صید کنند زلفِ دلدار

بہر تہیل حلِ مطلب
 سو چاکہ ”یہ شان نامزا ہے
 آخر پاتے ہی حکمِ شاہی
 اور آپ دیارِ جاں تک آیا
 تھی روح مگر وفا کے بس میں
 مرزا گان نے کیا تھا آنکھ میں گھر
 پایا جو غرض، نشانِ منزل
 واں ایک مقام پر فضا تھا
 یعنی اک جامیانِ اشجار
 غلطان تھی شکنتلا جگر سوز
 یوں زرخ سے رواں تہلی آب
 یہ حال ہوا سے زلف کا تھا

تنہائی کا سوچنے لگا ڈھب
 تنہائی میں عشق کا مزا ہے
 لشکر ہوا سوے شہرِ راہی
 بلبیل ساں وہ گلستاں تک آیا
 فانوس تھا شمع کی ہوس میں
 دیوانہ کو تھی تلاشِ شہر
 آنکھیں ہوئیں کاروانِ منزل
 دیکھا تو دورِ اُمید وا تھا
 ظاہر تھی نشستگاہِ دلدار
 سایہ میں پری تھی جلوہ افزا
 جس طرح سحر سے شکلِ مہتاب
 اک دود تھا آتشِ جگر کا

اُس دیدہ نیم باز کی دید
 مطلوب تھا صبر بہر مضطر
 جھڑتے تھے نہ آہ، اشکِ دربار
 دل ہی تو نہ تھا وجودِ حسرت
 تھے غم میں ستارے راس اُسکے
 یا شرم و حیا حجاب کے گرد
 دو ڈرے تھے آفتابِ پرخش
 بہر فلک سوز، دائیں بائیں
 بادل میں سماں تھا روشنی کا
 کہتی تھیں "یہ اضطراب کیوں ہے؟"
 "ہے کس بُتِ فتنہ خیز سے کام؟"
 "گس گل کی تجھے تلاش ہو ہے؟"

کچھ یاس دکھاتی تھی کچھ اُمید
 سینہ پہ تھے چھاتیوں سے پتھر
 یہ سببِ عشق تھی نمودار
 کل جسم تھا اک نمودِ حسرت
 دو نو سکھیاں تھیں پاس اُسکے
 یا مہر و وفا شباب کے گرد
 یا کوئی مجوسِ محوِ آتش
 آئینل سے وہ دیتی تھیں ہوائیں
 سایہ تھا قمر پہ چاندنی کا
 اس طرح یہ ہیچ و تاب کیوں ہے؟
 کیوں محو ہے تجکو خوابِ آرام؟
 کس جادہ گم کی جستجو ہے؟

”ہے عشق میں بس غمِ جدائی
 ”رنگ آہ“ اڑا ہے رنگِ تمثال
 ”مورخ“ پہ نڈھال آگئے ہیں
 ”ہاں“ سوچ! فہیم تو بڑی ہے
 آزاد کو کیا اسیر سے کام؟
 ”ہے اپنی نجات اگر گوارا
 یہ سُنکے کہا شکستلانے
 ”جادو یہ نہیں کہ سحر چلے
 ”کچھ سہل نہیں ہے بے نیازی
 ”مجھ سی ہو سہی کہیں تو جانو
 ”سمجھاؤ اُسے جو ہو خرمند
 ”مجبور ہوں دل سے ہائے فہوس

انجام ہے اس کا بیوفائی!
 ”مرجھا گئے وہ جو گل سے تھے گال“
 ”آئینہ میں بال آگئے ہیں“
 ”دُشینت کو تیری کیا پڑی ہے؟
 اک شاہ کو کیا فقیر سے کام؟
 ”کر ساحلِ عشق سے کنار!“
 ”دردِ غمِ دل کی آشنائی
 سایہ یہ نہیں کہ سر سے ٹل جائے“
 ”کچھ کھیل نہیں ہے عشقِ بازی“
 ”ہو آنکھ لڑی کہیں تو جانو“
 ”دیوانہ کو کیا ہے حاجتِ پند“
 ”میں آپ ہوں بتلائے افسوس!“

”کچھ لطف ہے انتظار میں بھی
 ”گو حال ہوا اور اپنا ابتر
 ”اب وصل ہو یا ہو مرگ جانے
 ”ہم درد ہو، غمگسار ہو کر!
 کہہ کر یہی ہو گئی وہ خاموش
 وہ تفتہٴ نارِ عشق کیلخت
 یہ درد و الم کا حال سن کر
 اس طح اڑا قرار تن سے
 بارے در صبر جب ہوا بند
 چھپ چھپ کے شکستہ تک آیا
 کانوں میں صدائے پا جو آئی
 دیکھا تو کشش تھی جذبِ ل میں

کچھ کیف ہے ہجرِ یار میں بھی
 اٹھ جائے گی آپ جو پڑی سر
 دیکھو تو خدا کے کارخانے
 قربت رکھو پاسدار ہو کر!
 معشوق کی دُھن میں غم و فراموش
 یعنی دُشینتِ سوختہ بخت
 ترہ پا، تپ یا س و غم میں ٹھن کر
 بوسے گلِ مُردہ جوں چمن سے
 جوں نالہ چلا وہ آرزو مند
 پردہ کی طح حیات تک آیا
 تینوں نے اُدھر کو آنکھ اٹھائی
 پایا اثر آہِ متصل میں

سکھیاں گئیں دونوں رنج و غم بھول
 برسا پھر ایک نور تن سے
 ہمزاز تھیں دونوں، بسکہ دانا
 اُن کو وہیں چھوڑا ہٹ گئیں وہ
 تنہا دُشمنیت نے جو پایا
 گستاخی شاہ پر جھڑک کے
 معشوق کو دیکھ کر غضبناک
 اُس بُت پہ وہیں نثار ہو کر
 "ماحق مجھے تو نے رزائش کی
 "کب ورنہ زمیں فلک کے قابل؟
 "سائل پہ بجا ہے مہربانی
 "عاشق کی کر آرزو کا کچھ پاس

گل بن کے شکستہ گئی بھول
 بھٹکا مہتاب پھر گہن سے
 جو پاس حجاب تھا وہ جانا
 مانند نظر پلٹ گئیں وہ
 دلدار کو سینہ سے لگایا
 اُٹھی وہیں شعلہ رو بھڑک کے
 دامن سے گرا وہ صورت خاک
 بولایوں شر مسار ہو کر
 یہ تیرے ہی محسن کی کشش تھی
 انسان کہاں ملک کے قابل؟
 مائل کی روا ہے مستردانی
 مت توڑ اُمیدوار کی آس!

تب اُس نے کہا کہ اُسے مہاراج!
 مجھ زار سے آپ کی ہنسی کیا؟
 ”ابرام کے قابل اُفت کہاں ہوں
 ”کب مجھ کو کسی کا آسرا ہے؟“
 ”برگشتہ ہوئی ہے ہاے تقدیر
 ”آنکھوں میں مرے جہاں تیرا کیا
 ”تو شاہِ کرم، میں طالبِ رحم!
 یہ کہنے بھر آیا جی جو یکبار
 کچھ جوشِ شباب کچھ حیا تھی
 رونے لگی دل پہ رنجِ سہ کے
 روکا راجہ نے جوشِ غم کو
 جیتا ہوا اپنا دل جو پایا

محتاج میں، آپ صاحبِ تلج“
 راجہ کی گدا سے دنگی کیا؟“
 میں آپ ہی تنگ و نیمیان ہوں“
 غم ہی فقط ایک با وفا ہے!“
 دل مجھ سے پھرا ہے واے تقدیر!
 شب تیر ہے، دن بھی یاں ہے تار کیا!
 تو بحرِ عطا، میں واجبِ رحم!“
 ڈوبی یمِ خاموشی میں، ناچار
 کچھ جذبہٴ عشق، کچھ دفا تھی
 جوں آشکِ گری قدم پہ شر کے
 ٹھہرا لیا قلبِ پُرالم کو
 بر سے اُسے ہا رسا لگایا

بولا کہ "سن" اے نگارِ مہوش!
 "یاں نقش ہے با ہزار تنویر"
 "ہے تجھے متاعِ عیش تاراج"
 "بھولا ہوں میں سب خزانہ شاہ"
 "بہوڑا خشمِ شہی وطن میں"
 "دگیو کا ترے خیال کیا ہے"
 "آنکھوں کی چمک ہے جی جلاتی"
 "اُبرو کے ترے خیالِ خم سے"
 "یوں ہی جو رہا غمِ نہانی"
 "یاں ہجر میں تیرے رشکِ خورشید"
 "ارماں کو ترا وصال بس ہے"
 "ہجران سے مجھے نجات ہو جائے"

گلچہرہ و گلعدارِ مہوش!
 "آئینہ دل پہ تیری تصویر"
 "اور نگ خیال و خواب ہے تاج"
 "ہے تیرے ہی گنجِ حُسن کی چاہ"
 "آوارہ فقیر سا ہوں بن میں"
 "ہر دم میرے سر پر اک بٹا ہے"
 "بجلی سی نظر سے ہے گرا ہتی"
 "ہوں قوس سا سرنگوں الم سے"
 "تو مرگ ہے آہِ زندگانی"
 "ہر لحظہ تپاں ہے قلبِ نومیہ"
 "حسرتِ نر ہے یہی ہوس ہے"
 "ہاں مجھ پہ کچھ التفات ہو جائے"

یہ سُنے کہا کہ ”آہ“ افسوس!
 ”کچھ ہے“ تو یہ چارہ الم ہے
 ”تجھ کو ہی فقط نہیں مری چاہ
 جس وقت سے دیکھی تیری صورت
 ”بھولی ہوں گلوں کا حسنِ فرنگ
 ”تغیر زمانہ ہے نظر میں
 ”ڈرتی ہوں کھڑک سے برگِ برکے
 ”جس چیز سے تھی کمالِ رغبت
 ”دلِ خوش تھا سوا ب ہے زارِ تجھِ بین
 ”ابتر ترے عشق میں ہے حالت
 ”چندے جو رہا یہ دورِ ہجرِ ایں
 ”ہو زل کے بہم بسر جو چاہو

اپنا بھی ہے دل تباہ افسوس!
 اک اور مرا شریکِ غم ہے
 ”دلدادہ تری ہوں میں بھی لے شاد
 ”مجھ پر بھی کھلا ہے رازِ اُلفت
 ”غنجوں سے بھی ہوں میں سخت دلتنگ
 ”نے شام میں لطف نے سحر میں
 ”سایہ سے ہے خون ہر شجر کے
 ”اب اُس سے ہوئی ہے سخت نفرت
 ”ہے آہ، فحراں، ہمار تجھ بن
 ”ہے تن سے پریدہ رنگِ صحت
 ”مرنے ہی پہ ہوگا وصلِ جاناں
 ”زہنا رنجھے اب جدا ہوا

روئی، ہاتھوں سے منہ چھپایا
 سینہ سے لگا کے دلہی کی
 دونا دل شاہ میں ہوا عشق
 گندھڑپ طریق سے کیا بیاہ
 واں عذرِ نزاکت بدن تھا
 واں وہ اثرِ حجاب سے سرخ
 خاموشی سے دل میں حسرتیں
 دونوں کو ہوا فسرار مشک
 خوش ہو کے بہم ملے دو غناک

شادی سے بنی خوشی کی صورت
 آمد ہوئی سرو میں شکر کی

یہ کہکے غم حجاب آیا
 راجہ نے دوا سے بیدلی کی
 معشوق کا پا کے با وفا عشق
 شادی کی تھی فہم رسید و نکو پاہ
 یاں شوق وصال جوش زن تھا
 یاں یہ نشہ شباب سے سرخ
 یاں نکلے کلام سے کچھ ارماں
 یوں گزری جو حد سے بوشش دل
 تھا پردہ شرم عشق سے چاک

تھی میل میں دل لگی کی صورت
 اُس گل سے ہوئی امید بر کی

سو چا وہ کہ دو کوئی نشانی
لایا اُسے حلقہ میں وفا کے
تسکین بخشی دے دلا سے
بو سے لئے اور گلے لگایا
آنسو پونچھے، کہا کہ رخصت!

گزری جو بے عیش و کامرانی
خاتم غرض! اپنی وہ پنہا کے
رخصت پھر چاہی دلربا سے
دل رنج فراق سے بھر آیا
کی عہد وفا کے بعد رجعت

یوں آس بندھی شکستہ من کی
دُشینت نے راوی وطن کی

~~~~~



# چوتھا باب

انجام بخودی

## اربعی

|                                     |                                |
|-------------------------------------|--------------------------------|
| جب آنکھ لگی تو دل سے گرم تھا سب کچھ | صبر و آرام و ہوش اپنا سب کچھ   |
| غفلت کا برا ہو یا ہوا چھا انجام     | اک یاد رہا تو شوق بھولا سب کچھ |

|                              |                          |
|------------------------------|--------------------------|
| کرتا ہے جو ذکرِ عنسہ کا سماں | یوں خامہ صبر سے ہے تالاں |
| وہ کشتہ تیغِ عشقِ دلدار      | یعنی وہ شکستہ دل افکار   |
| سنجی عنسہ فراق سہتی          | محبوس تشددات رہتی        |



سکھٹیوں سے کبھی الم بٹاتی  
 بڑھتا جو کبھی شک بہانی  
 دل سوز سے ہو رہا تھا ماتوں  
 سب کرتی تھی بھوک پیاس بڑا  
 گھٹتی جاتی زوال پیش کر  
 دل میں ہوس کنارِ معشوق  
 اک روز کہ بس وہ روز تھا جس  
 وحشت میں چلی نکل کے بن کو  
 چلنا کس کا تھا کیا ٹھلنا  
 دیکھا جو یم رواں کو مسجور  
 واثر و نہ غم حباب دیکھے  
 اندوہ نہاں تھا حسرت افزا

گہ بیاہ کا ماجرا سناتی  
 خاتم تھی دوا سے بدگمانی  
 جلتی تھی برنگ شمع فانوس  
 شیرینی و آبِ حسن کی یاد  
 مضطر رہتی خیال بن کر  
 اور آنکھ میں انتظارِ معشوق  
 شہاے فراق سے سوا نخس  
 گلبن سی رواں ہوئی حمین کو  
 منظور تھا دل کا کچھ بہلنا  
 پانی سے بھر آئی چشمِ مسجور  
 امواج کے اضطراب دیکھے  
 بے یار سماں تھا حسرت افزا



|                             |                           |
|-----------------------------|---------------------------|
| دیکھا جو گلوں کو چاک داماں  | شبم صفت اُنپہ روئی نالال  |
| سُنبیل نے اُداسے زلف سے بال | لالہ نے دکھائے یار کے خال |
| رفتار نسیم دل رہا تھی       | دانائی و عقل سب ہوا تھی   |
| دل میں جو ہوا فزوں نہ حدیج  | کہنے لگی یہ غزل بصدیج     |

## غزل

|                              |                           |
|------------------------------|---------------------------|
| اُمید نہیں وفا سے تیری       | اک آس ہے ہاں جفا سے تیری  |
| اُبھکا ہے جو آہ، قلب مضطر    | گیسو میں ترے بلا سے تیری  |
| اے رشک شمیم! باد رفتار!      | پوچھیں گے خبر صبا سے تیری |
| ہم بھی سکھیں گے سحرِ تسخیر   | آب دیدہ سُرمدہ سا سے تیری |
| کھینچنے پہ ترے ہے رشک افزوں  | ہم تنگ ہوئے قبا سے تیری   |
| کیوں وصل میں عذرِ ناز کی تھا | شکوہ ہے ہمیں ادا سے تیری  |
| غنیہ سے بھی آرہی ہے آواز     | یہ بات کھلی صدا سے تیری   |



ہم مر گئے، ہاے بختِ معکوس! | یادِ لبِ جانقرا سے تیری

ہر جا ہے تو، سحر کی نظر میں

حیراں ہوں پھر حیا سے تیری

کہتی تھی کہ "اے بہارِ قدرت!"

"ہے جبکہ کششِ تری ادا میں

"زگس کی پھری تھی حتم بد خو

"سوسن! تو ہی خوش بیان ہوتی

"سیدھا نہ تھا ہاے تو بھی شمشاد!

"سبزہ پہ بھی نیند کا رہا بار

"تو ہی مری آہ! کچھ ہوا باندھا

"واں تک نہ گیا خروشِ تیرا

"ہے گریہِ یاس، اشکِ تر میں

اے ہوشِ رُبانِ نگارِ قدرت!"

کھینچا اُسے کیوں نہ پھر فضا میں؟

رُوکا نہ اُسے چلا کے جادو،

تیرے مُنہ میں زبان ہوتی؟

کچھ آئی نہ روک تھام کی یاد!

اُنکلی سے دیکڑے پائے دلدار!

بیچوں میں اثر کے اُسکولا باندھا

اے نالہ! عبت ہے جوشِ تیرا

اک آگ سی ہے دلِ جگر میں!



"ہیں ہجرِ صنم میں دونو یکساں  
 "کب تک کوئی بارِ غم اٹھائے؟  
 "ہو خارِ نصیب اس خلش کو!  
 "ہو دور یہ کاوشِ نہانی  
 کہتی تھی کہ "اے خیالِ دلدار  
 "تصویر کا عکس سے ہو کیا کام؟  
 "ہے خیر اسی میں 'ہو ہوا' جا!  
 کچھ لائے نہ رنگ ساتھ تیرا  
 پہنچتا ہے گا، ہو گا تو پشیمان  
 اُسے دلِ تجھے ہائے کیا ہوائے  
 دلبر کو بھی ہو اثر تو جانوں  
 یوں ہی جو تڑپ تری رہے گی

اب شامِ فراق و روزِ ہجرال  
 کب تک کوہِ ستم اٹھائے؟  
 یارب! لگے آگ اس تپش کو!  
 ہو مرگِ نصیبِ زندگانی  
 پر تو فگنِ جمالِ دلدار  
 کیا نقل سے اصل کا بھلا کام؟  
 تو بھی مجھے چھوڑ کر چلا جا!  
 ہو سُرخ نہ توں سے ہاتھ تیرا  
 کر دونگی میں تجھ پہ جانِ قربان  
 کیا دہریں تو ہی مُستلیم ہے؟  
 آئے وہ ابھی ادھر تو جانوں  
 دنیا مجھے ہائے کیا کہے گی؟



”پر نقص خیالِ شاہ کیا ہے؟  
 اچھا ہے جو حالِ یوں روی ہے  
 دیکھے گا کبھی تو شاہ آ کے  
 اُسے عشق! یہ نفرت وفا کیوں  
 بدلی ہے بسانِ ابر حالت  
 کہتے ہیں اثر ہے تیر سب میں  
 گنہام نکر تو نام اپنا!  
 احساں رز کیا رہے گا سر پر  
 اس طرح تھی محو وہ دلا راز  
 دُرِ باسا تھا اُس کا نام نامی  
 اُس دم تھی وہ سر و قد جو معذور  
 عابد پہ جو آئی خشمنا کی

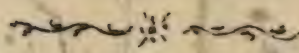
جب عیب نہیں گناہ کیا ہے؟  
 ہونے دے بُرائی جو بدی ہے  
 آثارِ جفا کے اور وفا کے  
 مظلوم پہ جبر کیوں؟ جفا کیوں؟  
 رونے سے بنی ہے کیا گت؟  
 ہے سحر کشش تری نظر میں  
 کر راہِ عمل میں کام اپنا!  
 نکلی جو تڑپ کے جانِ مضطر  
 گزرا درویش اک قضا راز  
 مشہور بخصلتِ گرامی  
 تعظیم کو اٹھ سکی نہ مجبور  
 تو ہو کے خفا یہ بد عاکی



|                                                                                                                                                                                                                                                                                           |                                                                                                                                                                                                                                                                                                      |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p> بھولے سے نہ وہ کرے تری یاد<br/> تھی بے خبری دل و جگر میں<br/> دونوں نے سنی دعا کی آواز<br/> قدموں سے لگیں وہ صورتِ خاک<br/> اک حالِ غم و جفاے معشوق<br/> مکمل نہیں بات جھوٹ ہو جائے<br/> بتلاتا ہوں خیرِ زد کی تدبیر<br/> یاد آئے گی نام کی نگیں سے<br/> یہ دونوں گئیں شکستہ پاس </p> | <p> بھولی ہے تو جسکے غم میں ناشاد<br/> واں اور بھی تھا خیالِ سرس<br/> سکھیاں جو رواں تھیں سوئے مہار<br/> دیکھا جو فقیر کو غضبناک<br/> اک اُس سے کہی فائے معشوق<br/> سُکر وہ غمیں ہوا کہا ہاے<br/> پھر سوچ کے بول اٹھا وہ دلگیر<br/> مُہر اپنی جو دیکھے شہ کہیں سے<br/> یہ کہے رہا نہ وہ ذرا پاس </p> |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

تسکین جو اُس کی تھی گوارا

یہ راز کیا نہ آشکارا





# پانچواں باب

شکوہ فراہوشی

## رباعی

کیا اب ہوئی جنس و فاسے معشوق  
مشہور زمانہ ہے جفا سے معشوق

ہے باعث درد و غم صفائے معشوق  
ہے شکوہ روزگار سے سحر عجب

یوں کلک کی اب ہے اشکباری  
تو بدلی شکنتلا کی حالت  
چہرہ سے اڑا وہ رنگِ انور

لکھتا ہے جو حالِ آہ و زاری  
چندے جو رہا یہ دورِ فرقت  
آہوں سے رہا جو کام یکسر



اُفت لائی یہ رنگ اشکباری  
 بیچاری حیا سے ضبط کرتی  
 سکھیاں جو وہ تھیں رفیق و ہماز  
 غمخوار جو اُسکی ہر زماں تھیں  
 سوچیں کہ ”بپا نہ کوئی شر ہو  
 ”ڈر ہے کہ جنوں میں ہو کے بیباک  
 ”یا عشق میں ایسی آرزو ہو  
 ”یا وصل صنم کی آرزو میں  
 ”بہتر ہے کہ کتنے پاس جا کر  
 ”ممکن ہے کہ فکر وصل کی ہو  
 یہ سوچ گئیں وہ نزد درویش  
 تھارنج شکستہ سے تا شاد

زائل ہوئی آبِ جسم ساری  
 اندیشہ سے جی ہی جی میں مرتی  
 بے طور یہ سمجھیں غم کے انداز  
 خود بھی وہ غریب خستہ جاں تھیں  
 ایسا نہو اور یہ تیر ہو  
 کر لے نہ قبا سے زندگی چاک  
 ہو جائے شہید۔ سرخرو ہو  
 کھو جائے کہیں نہ جھٹو میں  
 سب حال سنائے چھپا کر  
 مایوس میں بوسے زندگی ہو  
 سب حال سنا یا باپس و پیش  
 شادی کے خبر سے وہ ہوا شاد



سوچا :- کہ ہے گل چین کو موزوں  
 آخر کیا رہگذر کا ساماں  
 بارے جو دم وداع آیا  
 بولا کہ "ہے اب نہ امت اسجا"  
 "راجہ سے ہوا ہے بیاہ تیرا"  
 "کرنا طاعت نثار ہو کر"  
 "اکسیر ہے خاکِ پاسے شوہر"  
 اس طرح غرض، سمجھا بچھا کے  
 مطلوب تھی رہنمائی ہر گاہ  
 مجبور جو تھی وہ بے بسی سے  
 کہنے لگیں اُس سے وہ خرومند  
 "بھولے تھے گر وہ شاہِ دانا

شوہر ہی کا گھر ہے زن کو موزوں  
 چلنے کو ہوا سفر کا ساماں  
 اُس روح رواں کو پھر بلایا  
 بیجا ہے تری اقامت اسجا"  
 بہتر ہے وہیں نباہ تیسرا  
 رہنا خدمت گزار ہو کر"  
 ہے حق کی رضا رضاے شوہر"  
 بولا "رخصت!" گلے لگا کے  
 دو چیلے کئے خضر سے ہمراہ  
 روئی بل بل کے ہر سکھی سے  
 "اصلاً نہیں تجکو حاجت پند"  
 انگشتی بر محل دکھانا!



یوں بولی وہ بھولے پن کے خاموش  
 ہے رنج کے بعد شادمانی  
 پھر رو کے کہا یہ بے تاثر  
 رکھنا شاداب انھیں تری سے  
 دیوار سے در سے بل کے روئی  
 رو رو کے کہا کہ اے گل باغ!  
 پھولے گا دماں تو اثر سے  
 اے آہوے دشت ہو اجازت!  
 اے جملہ طیور غمزہ خواں! ہاے!  
 تفریح فضاے دشت! رخصت!  
 پھر دیکھ کے آخری نظر سے  
 تھی دل میں غم وطن کی توفیر

نعت حسنی سحر: ہمدرد

کرنا نہ مجھے کبھی فراموش!  
 پھر دیکھیں گے ہے جو زندگانی  
 تارے مری آنکھ کے ہیں یگل!  
 خشکی کرنا نہ بے سری سے  
 اک ایک شجر سے بل کے روئی  
 ہیں یاد کو تیرے دل کے بس داغ!  
 سینچے جاتی ہوں اشک تر سے  
 دیوانہ کو اپنے دوا جازت!  
 اب اٹھتا ہے یاں سے آشیانے  
 ترویج ہوا سے دشت! رخصت!  
 بن کو نکلی غریب گھر سے  
 چلتی تھی وہ جیسے ماندہ رہ گیا



یوں گم تھی وہ خود کو کھوئی والی  
 کچھ دور گئی تو ایک دریا  
 تھا اُس سے پھر جو چرخ پر فن  
 دھونے کی جو دست و پا کے تھی چاہ  
 اس طرح نشانِ حُب مٹایا  
 منزل پہ غرض و وجہ کے پہنچی  
 درخواستِ اجازت گزر کی  
 دشینت نے تب اُسے بلایا  
 عابد کی دعا میں پڑا اثر تھا  
 پوچھا "اے حور! لے پریر و  
 وجہ عدمِ قسرا کیا ہے؟  
 بولی وہ یہ دیکھ طرزِ بیداد

مٹی نہیں بات ہونے والی  
 لکھا قسمت کا سامنے تھا  
 پانی پہ گئی وہ سوخت تن  
 ڈوبی دریا میں خاتمِ شاہ  
 بیہوش کو ہوش کچھ نہ آیا  
 راجہ کے محل تک آ کے پہنچی  
 دربان نے جا وہیں خبر کی  
 آئینہ کو روبرو منگا یا  
 دیکھا تو وہ شاہ بیخیر تھا  
 کس باغِ جناں سے ہوا ڈی؟  
 کیوں آئی ہے؟ مجھے کار کیا ہو؟  
 "مظلوم ہوں" کر رہی ہوں فریاد



میں ساکنِ خانہ الم ہوں  
 خُدا ام کو ہے مَلاع کا ساتھ  
 تیری ہی کنیز با وفا ہوں  
 "تیرا ہے" تو ظلم بیوفائی  
 اس بات نے شاہ کو ہنسایا  
 بولا وہ کہ "مجھ کو کہتی ہے کیا؟  
 کس دُھن میں ہے؟ کیسے حال میں ہے؟  
 میں کیا جانوں تری کہانی؟  
 راجہ کی جو کج ادائی دیکھی  
 تھی خستہ دل نگار پر وہ  
 تھا صبر و قرار و قفِ تاراج  
 کیوں ہاں تجاہل اس قدر ہے؟

نا کام ہوں مبتلا سے غم ہوں  
 خورشید سے ہے شعاع کا ساتھ  
 تیری ہی تو ہاں سے کتھا ہوں  
 اپنا ہے، تو جرمِ آشنائی  
 تقدیر نے طرفہ گل کھلایا  
 کچھ ہوش ہے؟ کہہ تو کہتی ہو کیا؟  
 کیا دھیان ہے؟ کس خیال میں ہے؟  
 کیسی شادی؟ کہاں کی رانی؟  
 سو عشق کی بیوفائی دیکھی  
 گریاں ہوئی حالِ زار پر وہ  
 بولی گجرا کے "اے مہاراجہ  
 سب رکھکے خبر بھی نہ بخبر ہے؟"



"نادان بنا ہے ہو کے دانا  
 "وہ صکید، وہ بن تجھے نہیں یاد ہے  
 "بھولا وہ غمیں اداسے شادی  
 "اے کاش تبھی حجاب ہوتا  
 "یاں میں ہوں غریق چاہ اُلفت  
 "واجب ہے لحاظ عشق بازی  
 "آئے ہوئے پرستم ہے مہیہات  
 "گر کچھ ہے خیال آزمائش  
 "غربت میں ہوں خوار تیری خاطر  
 "میں مجہس عشق میں ہوں دلشنگ  
 "انکی ترے دم سے جان بیمار  
 "کیا علم تھا طالع و ژم ہے

"آنجان ہوا ہے، جبکہ جانا  
 "وہ دل کی لگن تجھے نہیں یاد ہے  
 "یعنی وہ شکستہ سے شادی ہا  
 "بچنا تھا تو اجتناب ہوتا  
 "واں خاک ہے نقش راہ اُلفت  
 "دلبر کو بجا ہے دلنوازی  
 "مہماں کی ضرور ہے مارات  
 "میں خود ہوں مثال آزمائش  
 "چھوڑا گھر بار تیری خاطر  
 "سخنی سہتی ہوں صورت سنگ  
 "ہیں مرگ و حیات دونو دشوار  
 "قسمت میں جھٹل آلم ہے



|                                                                                                                                                                                             |                                                                                                                                                                                   |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>دور نہ مرا جی کے صبر کرتی<br/>         "اچھا تو شہادتِ وفا دوں<br/>         انگلی پہ یہ کہکے آنکھ ڈالی<br/>         گھبرائی کہ کیا ہوئی انگوٹھی<br/>         بیتاب ہوئی جو اور غم سے</p> | <p>مجبور تھا دل تو جب کرتی<br/>         باور نہیں گرجتے دکھا دوں<br/>         دیکھا خاتم سے ہاتھ خالی<br/>         سچی ہوتی ہے بات جھوٹی<br/>         پڑھنے لگی یہ غزل الم سے</p> |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

## غزل

|                                                                                                                                                                                                                              |                                                                                                                                                                                                                                                |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>مستوب پہ یہ عتاب کیوں ہے<br/>         طوفاں کوئی ہوگا اور برپا<br/>         تدبیر سکوں نہیں کوئی آہ<br/>         میرے لئے میری رازدانی<br/>         ہوں دامِ بلا کی میں تو نچیر<br/>         کچھ شائبہ اپنے بخت کا ہے</p> | <p>مظلوم ہوں پھر عذاب کیوں ہے<br/>         پھر اشک میں خونِ ناب کیوں ہے<br/>         دل دور نہ پڑا اضطراب کیوں ہے<br/>         اگر رخس نہیں حجاب کیوں ہے<br/>         اب زلف میں پیچ و تاب کیوں ہے<br/>         اُس طبع میں انقلاب کیوں ہے</p> |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|



|                                                                                                                                                                                                                                              |                                                                                                                                                                                                                                                   |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>اب وہ نقش بر آب کیوں ہے<br/>بیفائدہ اضطراب کیوں ہے</p>                                                                                                                                                                                    | <p>وعدہ ترا نقش کا لچر تھا<br/>اچھلے تڑپ کے روح نکلے</p>                                                                                                                                                                                          |
| <p>تھی بات تری تو راست لے تھر<br/>اب کلمہ ناصواب کیوں ہے</p>                                                                                                                                                                                 |                                                                                                                                                                                                                                                   |
| <p>خاموش ہو بس بنانہ باتیں<br/>الزام نہ بیگناہ کو دے !<br/>آئی ہے فریب دینے مجکو !<br/>کچھ بات بھی ہو تو یا دلاؤں<br/>بیگانہ سے عقد و بیاہ کیسا<br/>ممنوع ہے صحبت زن غیر<br/>پر قہر خدا کا سخت ڈر ہے !<br/>کھویا ہے جسے اُسکو جاؤں ڈھونڈ</p> | <p>راجہ نے کہا "اڑانہ باتیں<br/>بدنام نہ نیک راہ کو دے !<br/>"افسوں سے چلی ہو لینے مجکو<br/>"خورفتنہ نہیں کہ بھول جاؤں<br/>"کیا رشتہ حب تباہ کیسا<br/>"ہر چند ہے پاس مقصد خیر<br/>"گو ترس مجھے بھی سر بسر ہے<br/>"بہتر ہے کہ اپنا راستا ڈھونڈ</p> |



راجہ سے جویوں جواب پایا  
 بولی "قسمت کا جو لکھا ہوا!  
 "اُمید سے آئی شاد ہو کر  
 "یاد آئے گی میری پر کسی دن  
 "محر دم ہوں اپنے ہم نعل سے  
 یہ کہنے جو نکلی صورت آہ  
 بولے وہ کہ اے کشف دامن!  
 "چھوڑا راجہ نے ہاتھ تیرا  
 یہ کہنے چلے وہ مُنہ کو موڑا  
 ہر سمت کلام یاس سن کے  
 بولی "ہے بے یہ دین خدا یا  
 حامی نہیں کوئی وقت امداد

سائل نے مزاس سر جھکایا  
 راضی ہوں اوس پُہ جو رضا ہوا!  
 اب جاتی ہوں نامراد ہو کر!  
 یہ پچھتائے گا سو چکر کسی دن  
 جوڑی باندھو نگلی اب اجل سے  
 ہونے لگی ساتھیوں کے ہمراہ  
 کس رخ سے چلے گی اب تو بن  
 بہتر نہیں اب تو ساتھ تیرا!  
 پیچھے اُسے نقش پا سا چھوڑا  
 روئی مایوس سر کو دھن کے  
 دورِ ایام نے دکھایا!  
 ساتھی نہیں کوئی بہر افتاد



|                              |                          |
|------------------------------|--------------------------|
| اب عشق ! بتا کہ صبر رواں ہوں | آوارہ غریب، لامکاں ہوں ! |
| یوں سوچ میں وہ کھڑی تھی ناچا | ناگہ ہوئی مینکا نمودار   |

|                           |
|---------------------------|
| ہالہ میں لیا قمر کو جا کے |
| فردوس کو لے چلی اڑا کے    |



|                    |                    |
|--------------------|--------------------|
| میں نے دیکھا ہے کہ | میں نے دیکھا ہے کہ |
| میں نے دیکھا ہے کہ | میں نے دیکھا ہے کہ |

|                    |                    |
|--------------------|--------------------|
| میں نے دیکھا ہے کہ | میں نے دیکھا ہے کہ |
| میں نے دیکھا ہے کہ | میں نے دیکھا ہے کہ |
| میں نے دیکھا ہے کہ | میں نے دیکھا ہے کہ |



# پچھٹا باب

نگہ ساری

~~~~~

رباعی

کیا کیا ہیں ز میں کے جسم نازک پویند	یہونچا کس کس کے جان شیریں کو گزند
الفٹ میں نہ ہوگی کبھی تاثیر بند	افزوں ہوتی ہے اور بیتابی تھرا

~~~~~

|                             |                            |
|-----------------------------|----------------------------|
| گو یا بے قلم زبان عاشق      | لکھتا ہے غم نہان عاشق      |
| باتھوں میں لے شگفتا کو      | جب مینکا اڑ چلی سما کو     |
| اک حور کو یوں جہاں میں رکھا | لیجا کے اُسے سکاں میں رکھا |



گھبرائی شکلتا کہا "ہاے!  
 "میں زار و نزار و نیمجاں ہوں  
 جو عشق کی خوب ابتدا تھی  
 "جاں دینے نہ پائی دلریا کو  
 "یوں جذبہ عاشقی نکلتا  
 "اے دل! تری کچھ ہوئی نہ قدر  
 "وے تن کا کبھی نہ خط بھر ساتھ  
 "آہستہ جلا جلا کے حاصل بہ  
 "بھوٹا ہی جب قرار دیا  
 "تھے عشق کے جسکے لب پہ کلمات  
 "خیراں ہوں کہ اس نے کیوں جفا کی  
 "رویا نہ فغان ہے اثر پر

کس طرح یہ کیا سے کیا ہوا ہائے!  
 کیا جانئے کیا ہوں اور کہاں ہوں؟  
 ہونی یہی اُسکی انتہا تھی!  
 دکھلائی وفانہ بیوفا کو  
 کل آتی جو اپنا جی نکلتا!  
 بہ جا کہیں آنسوؤں کے ہمراہ!  
 جان اڑ کے نفس کا دے اگر ساتھ  
 اکبار ہی پھونک لے تپ دل!  
 ناحق تھا پھر اعتبار دنیا!  
 پوچھی بھی نہ اُسے بات، ہیبت؟  
 کیا ہاے خطا تھی بیخطا کی؟  
 دل تک نہ پسچا چشم تریر



کیا کیا تھے وہ عہدِ آشنائی  
 جانے پہ مرے اگر خوشی تھی  
 دُارو سے ملاں اور کیا تھی  
 کام آئی نہ اشک کی روانی  
 تقدیر کا گو فتور ہے کچھ  
 دھبسا لگا ہے رنگ و بو کو  
 "سوئی کے پردہ میں چھپا منہ  
 نفرت یہ عیاں ہے ہر کہیں سے  
 اُس گل کی رہی نہ کچھ بھی بُو ہا ہے  
 حسرت کا غبار ہو گا دل میں  
 جی ہی میں رہا وہ شوق جی کا  
 اُسے عشقِ اِیناے عیش و آفات

ٹیڑھی ہے یہ آہ کج ادائی  
 ناحق تھی جو یوں فراموشی تھی  
 تدبیر وصال اور کیا تھی  
 کیوں پھر گیا آبرو پہ پانی  
 دل کا بھی مگر قصور ہے کچھ  
 بٹاسا لگا ہے آبرو کو  
 دُنیا کو دکھاؤں ہاے کیا منہ  
 بچتی ہے آج کل بھی مجھ حزیں سے  
 اُمید کی ڈوبی آبرو ہا ہے  
 ارماں کا مزار ہو گا دل میں  
 اب نطف نہیں ہے زندگی کا  
 خوب اپنے دکھائے ہیں کجالات



وہ عشرت وصل تھی کہ تھا رنج؟  
 اچھانہ کرونگی بے شکایت  
 سب سے مجھے بے نیاز کرے!  
 کر، آکے، اجل! دواے ناچل  
 کتنوں کو چھڑا دیا الم سے  
 کیا رنج سے ہے پتاہ کوئی  
 پیاری سکھیو! تمھیں خبر ہے؟  
 چیکوں نے کہا نہ ہوگا کیا حال؟  
 اک مجھے ہوا یہ ہائے سب رنج  
 میں جینے سے یا خدا! گزرتی!  
 دکھڑا جو یہ رو کے آنکھ اٹھائی  
 سب بھول چکی تھی محو ہو کر

تاہجر میں اور ہو سوا رنج؟  
 ۲! وقت پہ تو ہی کر حمایت!  
 اپنا ہی شہید ناز کر دے!  
 وا مثل بغل ہے چشم بیمار  
 ۳، مجکو بھی دے نجات غم سے  
 ہمارا نہیں ہے، آہ کوئی  
 کیونکر ہے شکنتلا؟ کدھر ہے؟  
 کیا ہوگا الم سے کن کا حال؟  
 کس کس کو ہوا مرے سب رنج  
 بیزار ہوں جی سے کاش مرقی!  
 دی سامنے مینکا دکھائی  
 حیرت زدہ چونک اٹھی وہ سو کر



گھبرا کے کہا کہ نام تیرا ہے  
 بولی وہ کہہ ہائے کیا ہستاؤں  
 واقف ہوں ذم زمانہ سے میں  
 گو تجھے مدام میں نہاں تھی  
 بے یار و دیار تجھ کو پا کے  
 آگاہ جو ماں کو اُس نے پایا  
 کچھ سوچ کے پھر باہ و زاری  
 ماں نے اُسے ہمکنار کر کے  
 پھر بولی کہ اے نشانِ مادرا  
 دُکھ ہے ترے غم کے ہونے پر ملے  
 پتہ جبر ہے راہِ عشق میں شرط  
 بے سود ہے اس لعب پر افسوس

کیوں آئی ہے؟ کیا ہے کام تیرا  
 مادر تری بینکا پری ہوں  
 آگہ ہوں ترے فسانہ سے میں  
 ہر لحظہ تری نگاہیں تھی  
 فردوس میں لائی ہوں اٹھائے  
 چپ ہو کے حیا سے سر جھکایا  
 کرنے لگی شکرِ نعمت ساری  
 سینہ سے لگایا، پیار کر کے  
 اے دختِ عزیزا جانِ مادرا  
 اشک آتے ہیں تیرے رونے پر ملے  
 ہاں صبر ہے راہِ عشق میں شرط  
 ناحق ہے رخصتے رب پر افسوس



ہوتا نہیں یہ جہاں کسی کا  
 ہمد ہیں اگر تو اپنے افعال  
 کیا ہے یہ مرقع زمانہ ؟  
 راحت ہے جو یاں تو صرف ہی میں  
 رونے میں نہ یوں عبث گنوا وقت  
 ہونی تھی جو ہو چکی وہ بیداد  
 کی شہ نے ضرور کج ادائی  
 کچھ رنج و تعب کا پاس ہوتا  
 ہے گرچہ عیاں فتور اُس کا  
 ناتق ہے گلہ کی یہ حکایت  
 تو خود کو جو جانتی تھی مجبور  
 پھر کرنے لگی بہ خوش بیانی

ساتھی نہیں کوئی یاں کسی کا  
 ساتھی ہیں اگر تو مروت اعمال  
 اک رنج و طرب کا کارخانہ  
 غم غم میں نہ خوشی خوشی میں  
 آئے گانہ لوٹ کر گیا وقت  
 پڑنی تھی جو پڑ چکی وہ افتاد  
 لاریب بری تھی بیوفائی  
 کچھ وعدہ شب کا پاس ہوتا  
 دراصل نہیں قصور اُس کا  
 کر اپنے ہی بخت کی شکایت  
 تھا وہ بھی کسی سبب معذور  
 وہ ذکر زمانِ پاستانی



صحر میں شکنتلا کا وہ قسم  
 دُربا سا کا وہ وال گز رنا  
 وہ خشم فقیر، بد دعا وہ  
 وہ حالتِ منت و سماجت  
 پھر رُو دعا کی سب وہ تدبیر  
 مادر سے یہ سُکے ذکرِ جانکاہ  
 "سکھیوں نے کہا وہ جو کچھ اُردم  
 شاید میرے غم کا پاس تھا ہاے!  
 "کی کچھ نہ حفاظتِ تباہی  
 "اے دل! یہ غلط ہے بگمانی  
 "نفرت تھی دیوں ہی آشنا کی  
 "ہو غفلت عشق کا برا ہاے!

وہ عشق میں بیخودی کا عالم  
 اُس محو کا وہ ادب نہ کرنا  
 سکھیوں کا گزروہ، التجا وہ  
 درویش میں پھر وہ عودِ رحمت  
 وہ خاتمِ گم شدہ کی تاثیر  
 گہرائی شکنتلا، کہا "آہ"  
 وہ بہرِ وصال، نذرِ خاتم  
 کچھ بھی نہ کہا یہ ماجرا ہاے!  
 بد خواہی ہوئی وہ خیر خواہی  
 بیجا تھا وہ شکوہ زبانی  
 تاثیر تھی سب وہ بدعا کی  
 سایہ اسی روز بد کا تھا ہاے!



بولی وہیں مینکا کہ "خاموش!  
 "پچھڑے کا ہے وہ بلائیوالا  
 جاں پرورد دلنواز ہے وہ  
 ناپاک ہو تو، جہاں کے نزدیک  
 "آئے اُسے جوشِ رحمت آخر  
 پڑتیج نہ پیچ و تاب سے ہوا  
 واجب ہے تحملِ ابتری میں  
 پھر ہوگی حصولِ شادمانی  
 پائے گا کبھی تو شبہ انگوٹھی  
 "مصنوع کو کبھی مترار ہوگا!  
 ہر جا بخوشی گزر رہے تیرا  
 سمجھا کے غرض، اُسے پری نے

کر یاو خدا سے سب فراموش!  
 بگڑھی کا ہے وہ بنانے والا  
 حامی وہی، کار ساز ہے وہ  
 پرصاف ہے غیبِ دال کے نزدیک  
 مشفق ہے، کرے گاشتِ آخر  
 بیتاب نہ اضطراب سے ہوا  
 ہے صبرِ ضرور عاشقی میں  
 پھر آئے گا روزِ کامرانی  
 سچی کبھی ہوگی بات جھوٹھی  
 فرقت سے وصالِ یار ہوگا!  
 یاں ٹھہرا کہ یہ بھی گھر ہے تیرا  
 دکھلائے وفا کے سب قرینے



باتوں سے مگر نہ اسکو تھا صبر  
 جوشِ تپِ آہ تھا گراں اور  
 گوساکن خانہ جہناں تھی  
 کرتی آہیں تو دم نکلتا  
 ہنستی تھی کبھی وہ ہو پر اُمید  
 اس طرح سے وال غرض وہ ناکام  
 وہ مشکلِ شبِ جو بار ورتھی  
 اک طفلِ عشرِ صُحر ہوا نمودار  
 وہ حُسن تھا ایک کمالِ خوبی  
 تسکین جو ہوئی شکستہ کی  
 جینے کا نہ تھا جو اسکو یارا  
 اک جنسِ خوشی ملی غمیں کو

کیا عشق میں ہند سے بھلا صبر  
 پگھلی جاتی تھی شمعِ ساں اور  
 ہر دم وہ زمیں پہ لامکاں تھی  
 اور ضبط سے جسم زار جلتا  
 روتی تھی کبھی لبانِ نو مید  
 کرنے لگی انقصا سے ایام  
 کچھ روز میں آمدِ ثمر تھی  
 گویا تھا صدف کا درِ شہوار  
 وہ جسم تھا اک مثالِ خوبی  
 ممنون تھی بخششِ خدا کی  
 یوں زلیست کا ہو گیا سہارا  
 بہلانے لگی دلِ حزیں کو



کچھ بھول کے غم کو مسکراتی  
لے لے کے بلائیں پیار کرتی  
دن دن وہ بڑھا ہلال کی طرح

شکلِ خنداں نظر جو آتی  
اُس طفل پہ دل تشار کرتی  
آتی گئی کچھ کمال کی طرح

جنت میں تھے صورتِ تنِ جاں  
وہ غیرتِ حور و رشکِ غماں





# ساتواں باب

یادِ صنم



## رباعی

|                                   |                                  |
|-----------------------------------|----------------------------------|
| ہیں عشق میں آہ ورنج و یاس و حرماں | سب جا کے بھی جاتا نہیں اندھ نہاں |
| ہوتا ہے نشان سے بے نشان عشقِ سحر  | جانکن ہوتی ہے یادِ ہجرِ جاناں    |



|                          |                         |
|--------------------------|-------------------------|
| کیفیتِ پیچ و تاب یوں ہے  | اب کلک کا اضطراب یوں ہے |
| تھا ماہی گیر کوئی، ناشاد | کم مایہ، مگر کشیر اولاد |
| اک دن دوامِ ہوس میں آکر  | ڈالا دریا میں جال جا کر |



کی بخت رسا نے کچھ رسائی  
لے کر جو اُسے شکم کیا چاک  
ماہی سے ہوئی تھی آگ ظاہر  
ممنون تھا رب کی سروری کا  
سودا جو ہوا پئے خریدار  
لوگوں نے وہاں جو دیکھی خاتم  
بلکوا وہیں کو تو الی شہ کو  
فی الفور وہ کر کے تب لقا  
انگشتری کی جو شاہ کو پیش  
آنکھوں سے اٹھا اُسے لگایا  
اک آہ نکل گئی وہاں سے  
کر کے وہیں فلس و زر عنایت

مچھلی ایک اُسکے ہاتھ آئی  
غنیہ سا کھلا خوشی سے غمناک  
پانی اک خاتم جو اہر  
شاہر ہوا بسندہ پروری کا  
لایا اُسے بیچنے وہ بازار  
راجہ دُشینت کی تھی خاتم  
مجرم کھڑایا بیگنہ کو  
بیچارہ کو لایا پیش دربار  
باطل ہوئی وہ دعاے درویش  
مَشوقہ گم کا کھوج پایا  
یاد آگئی نام کی نشان سے  
وی ماہی گیسر کو اجازت



دم رکتا تھا ضبط سے جو ہر بار  
 اک گل سے تھا دل میں داغ آیا  
 پارہ تو تیغِ محبہ ہو کر  
 تھا شیفہ شگفتہ وہ  
 تیری تو خطا نہ تھی، وفادار!  
 بیگانہ بنا دیا عجب ہے  
 اس آئینہ رو کو دیکھا حیف!  
 بھولیں عیناے پاک کو ہلے!  
 خونبار پہ درد کچھ نہ آیا  
 بد عہدی نے پھونکا ایک جاں کو  
 یاد آئی تری عرق نشانی  
 معشوق نے بارے یوں فاکلی

اٹھا بر فاست کر کے دربار  
 بلبل سا وہ سوے باغ آیا  
 تڑپا سیماں وار مضطر  
 یوں ہجر میں غم کُناں ہوا وہ  
 بے مہر ہوا میں خود گنہگار  
 جانانہ یگانہ کو غضب ہے!  
 حیرت سے رہا میں بخیر حیف!  
 آنکھوں کو کہیں نظر بھی لگے ہے!  
 دل ہو کے لبوئے خدا یا!  
 چھالے میوں نصیب اس زباں کو!  
 ہوں شرم سے ہاے پانی پانی  
 الٹی عاشق نے خود دغا کی



اب جان و بال ہو رہی ہے  
 دھڑکا سادلِ قبوح کو ہے  
 کس جنس وفا کو ہاسے کھویا  
 کس ماد کو آفت لگا دیا داغ  
 کیونکر جانوں کہاں گئی تو ہے  
 سوچوں تدبیر کیا، خدایا  
 مرتا ہوں اجل کی آرزو میں  
 لکھو کر گہرا شکبار کیوں ہے  
 کی خوب صدم کی پردہ داری  
 اچھی کی خاطر دل آرام  
 رور و کے دلائی بیاہ کی یاد  
 گمراہ تھا راہ پر نہ آیا

بس مجھ نیاں ہو رہی ہے  
 کھٹکا اک مرغِ روح کو ہے  
 کس حسنِ صفا کو ہاسے کھویا  
 کس مہر کے بدلے یوں لیا داغ  
 اس حال سے بے نشان گئی تو  
 اُس ہوشِ ربانے سب بھلایا  
 کیوں جاں بھی گئی نہ ہا ہوں  
 اُسے چشمِ اہِ حال زار کیوں ہے  
 کیا تھی نظرِ جفا شعاری  
 ہے جوشِ سزا سے قلبِ ناکام  
 کیا کیا اُسے بھائی چاہ کی یاد  
 مجھ کو ہوشِ آہِ پیر نہ آیا



”کیوں تپ ہے یہ شمسِ عالم افزو  
 ”ہے ہے مجھے رشک نے جلایا  
 ”آپے میں نہیں شمیم! تو ہے  
 ”ایاں خبر وصال مجکو؟  
 ”غنیو! یہ پہل پہل نہیں خوب  
 ”مجھ خستہ پہ ہنسکے زار ہو گے  
 ”کیوں مٹ غچمن! سخن سرا ہے  
 ”اے گل! یہ عبت ہے دلربائی  
 ”بلبل میں تجھے بلا کے روؤں  
 ”ہمدرد فداے یار تو ہے  
 ”آ! دو نو بہم اَلَمِ سناٹیں  
 ”یوں اُسکو پھرا کے خوار ہوگا

دیکھی کہیں مہر و شاد و دلسوز  
 یوں یہ بھی جلا کرے خدایا!  
 اُس گل کی مگر اڑائی ہو ہے  
 بیج بول، بستانہ چال مجکو!  
 یہ خندہ ہے محل نہیں خوب  
 تم بھی تو کبھی نکار ہو گے  
 اُس لحن سی کب تری صدا ہے  
 تجھ میں ہے کہاں وہ جانفزا می  
 آ! تجکو گلے لگا کے روؤں  
 ہاں، عاشق جاں نثار تو ہے!  
 کچھ دیر اسی میں غم بھلاٹیں  
 کیا، چرخ تجھے قرار ہوگا؟



”جو پاکہ سر مرثہ سے شق ہو  
 ”جس گل کو خیالِ بارے رنج  
 ”ہو خانہ دل کی جو کہ جاں ہاے!  
 ”اپنا یہ نتیجہ عمل ہے  
 ”ہو شاملِ بختِ خفتہ حدِ حیف  
 ”سب کہتے ہیں تجکو یارِ عاشق  
 ”شاید تو علاجِ دردِ ہم ہے!  
 ”یہ بند ہو گر جدا تو جانیں  
 ”دم وہ میر زلف گھوٹتا ہے  
 ”ہے یادِ کمر سے اک ستم ہاے  
 ”ہر دم دمِ سر و بھر رہا ہوں  
 ”گر خاکِ صفا جلا کے امروز

یوں خار سے اُسکو اُفِ قلق ہوا  
 حیف اُسکو ہو دھوپ چھانوں سے رنج  
 اس طرح پھرے وہ لامکاں ہا!  
 اپنے ہی کئے کا ہاے پھل ہے  
 سوئی اے مرگ! تو بھی صدف!  
 اک ہدم و عنسگارِ عاشق  
 چارہ پئے اشتہا سے غم ہے!  
 اس قید سے ہوں رہا تو جائیں  
 اک سانپ ساد لپہ لوٹتا ہے  
 دکھلاتی ہے مشکلِ عدم ہاے!  
 بے موت میں ہانے مر رہا ہوں  
 آ کام صباحتِ گلو سوز!



نکلی یہ غزل وہیں زباں سے

سخت تھا جو دردِ جانتاں سے

## غزل

کچھ آشکِ گہر نہیں بکا میں  
ہے صبرِ فنا میں نے بقا میں  
اُس رشکِ غزال کی ہوا میں  
دم ہی نہیں آہِ نارسا میں  
معتوق کو شک ہو اوقاف میں  
کیسا ہے طلسمِ نقشِ پا میں  
اک جان پھنسی کئی بلا میں  
ہے وہ دل دردِ آشنا میں

کچھ چشمِ اثر نہیں دعا میں  
ہے شوقِ وصالِ خونِ ہجرال  
دستی بن دشت میں پھرینگے  
وَم میں اُترا سکے آئے کیونکر  
جلوہ نے کیا جو دل کو مدہوش  
پھرتی جو نہیں خیال سے آنکھ  
زلفِ دشبِ ہجر و تیرہ بختی  
کہتے ہیں جسے اذیتِ نزع

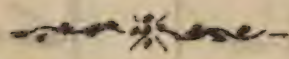
پروانہ کو سوزِ شمع کو اشک

خوش کون ہے سحر اس سرا میں



# آٹھواں باب

جنگ



رباعی

|                                   |                                  |
|-----------------------------------|----------------------------------|
| قربانِ تویی قدرت کے ہیں ہم آرزواں | ہر شے میں ہے تاثیرِ جداگانہ عیاں |
| رکھا اک مُشتِ گل میں وہ جو ہر پاک | کرتے ہیں فرشتے بھی قارِ انساں    |



|                            |                            |
|----------------------------|----------------------------|
| تحریر جو جنگ کا بیاں ہے    | یوں خنجرِ خامہ خو نقشاں ہے |
| وہ محوِ فراقِ غیبتِ حور    | یعنی دُشینستِ شاہِ مہجور   |
| سوزاں تپ، ہجرِ یار میں تھا | سرگرم رہو نگار میں تھا     |



کتنا ہی سراغ گو لگایا  
تدبیر سے جب نہ کچھ ملا صبر  
حسب معمول شاہ اک روز  
غملیں تھا وہ زیب رفعت جاہ  
آیا اک شخص عز و شاں سے  
دنیا میں ہوا کے شامل آیا  
دُشینت نے اسکا حال بچھا  
بولادہیں ہو کے وہ زمیں بوس  
”جنگ اندلوں دیوؤں سے غضب ہے  
”ہے کارِ اشدِ شتاب چلے  
پیغام سنا تو آگیا جوش  
منہ گرمی خشم سے تھا خون تاب

قمری کو نہ سرو ہاتھ آیا  
تقدیر پہ چھوڑ کر کیا صبر  
تھا تختِ شہی پہ رونق افروز  
دیکھا نظارہ ایک ناگاہ  
سیارہ سا ٹوٹا آسماں سے  
شکر کے وہ غرض مقابل آیا  
آئے ہوئے کا سوال پوچھا  
”ہوں قاصدِ اندر شاہِ فردوس“  
بہرِ کمک آپ کی طلب ہے  
”ہے وقتِ مدد“ شتاب چلے  
غم دور ہوا غضب بڑھا جوش  
خورشید بنا بدل کے مہتاب



جوشِ جرات سے تھا ہو گرم  
 ارشاد ہوا یہ حکم اکبار  
 اُسد م ہوئی بستہ صفِ بعض فوج  
 راجہ نے سبکا کے یوں رسالے  
 اٹھا جو گولہ سا ہوا میں  
 آمد کی غرضِ خبر جو پائی  
 بھائی کی طرح گلے لگایا  
 پوچھا شبہ کے مزاج کا حال  
 بارے جو محل میں دوڑا آئے  
 تاقوس بجانے کا دیا حکم  
 راجہ پہ نثار بسکہ تھی فوج  
 جنباں تھا جو فیل ابرسا تھا

لڑنے کو ہوا وہ جنگجو گرم  
 "ساماں ہو درست سبب تیار  
 جاں دینے کو آئی مرکب فوج  
 منگوائے "پوان" اڑنے والے  
 دم بھر میں وہ جا اڑا سامیں  
 کی اندر نے آکے پیشوائی  
 فردوس میں اُس ملک کو لایا  
 پوچھا سب اُسکے راج کا حال  
 کچھ جنگ کے مشورے اڑائے  
 تیار ی فوج کا کیا حکم  
 آواز پہ جمع ہو گئی فوج  
 چاہک تھا جو اس بادیا تھا



ہر سر میں خار گر مجوشی  
یوں بیج کے چلی سپاہ جزار  
آندھی سے ملک ادھر سے آئے  
یاں بادۂ جوش سے یہ سرشار  
اس سمت جو گنگ مو جرن تھا  
دی بارے، جو افسروں نے اُٹار  
بس رزم ہوئی وہیں بپا ایک  
بہنے لگا خوں ستکروں کا  
اندازِ کماں و دقت نہ تھا  
شوخی تھی، جو بھال جانتا تھی  
یوں گرد میں تیغِ مہوشاں تھی  
اُردے نگار کی سی جنبش

سودا سے خیال جانفروشی  
آگے تھے وہ دونو شاہ جزار  
بادل سے وہ دیو ادھر سے آئے  
واں مست شراب، وہ سیہ کار  
طغیانی پر اُس طرف جمن تھا  
باجوں نے بجائے جنگ کے  
جاں لینے کو ایک پر چھکا ایک  
بڑھنے لگا جی دلاوروں کا  
جو تیر تھا ناوکِ قصا تھا  
تارِ نظر صنم، سناں تھی  
پانی پہ شعاعِ خورتیاں تھی  
یہ تیغ کی کاٹ سے تھی جنبش



گردوں پہ ہلالِ عید دم تھا  
 بجلی سی چمک رہی تھی بن میں  
 برپا تھا عجیب زور میں غل  
 مرغان ہوا تھے تیر پڑاں  
 یہ رنگ لہو کا ہر کہیں تھا  
 دیوان سیہ تھے بسکہ پرفن  
 چمکائے کسی نے سحر کے رنگ  
 گہ آب، گہ شرفشاں تھے  
 کیا خون لکر ملک کو دوں سے  
 ہوتے تھے غضب فرشتوں کے وا  
 تھی تنگ جو روح جسم بد سے  
 دشمنیت بھی رن میں برجل تھا

ہر فرق حضور جس کے خم تھا  
 شعلہ سا بھڑک رہی تھی بن میں  
 جسطح ہو بحر شور میں غل  
 تھے لہجہ جنگ میں رجز خواں  
 گلزارِ شفق، سر نہ میں تھا  
 لڑتے تھے بچا کے حیلہ سے تن  
 دکھلائی کسی نے شانِ نیرنگ  
 پوشیدہ کبھی کبھی عیاں تھے  
 جادو کو مٹا دیا فسوں سے  
 غلطاں تھے لہو میں دیو خونخوار  
 نکلی جاتی تھی ہر جسد سے  
 دشمن کو فرشتہ اجل تھا



|                                                                                                                                                                                                                                                                    |                                                                                                                                                                                                                                                                          |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>جیتا وہ شریکِ جنگ ہو کر<br/>تھا اپنے جو فضلِ کبریائی<br/>یاں زیبِ گلو و شاخِ نصرت<br/>جیتا غرض، اندر جب، تو لوٹا<br/>کی شاہِ زمیں کی مہمانی<br/>ممنون ہوا عنایتوں کا<br/>سجے لگی روزِ بزمِ راحت<br/>ہر سر میں سکون و نشیں تھا<br/>ہر اک نے طرب سے گھر سجایا</p> | <p>دریا میں بہا نہنگ ہو کر<br/>دیوؤں نے شکستِ فاش کھائی<br/>واں اُنکی تھی ہار سے بُری گت<br/>خوش، زندہ دلی سے گھر کو لوٹا<br/>برتے آدابِ میزبانی<br/>مشکور ہوا حمایتوں کا<br/>یوں اُس سے رہا وہ گرمِ محبت<br/>ہر دل میں فراغِ جاگزین تھا<br/>اور راگِ مبارکی کا گایا</p> |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

دلکش تھا ہر ایک کا رخاںہ

وہ شہر تھا یا نگار خانہ



# نواں باب

وصال

رُباعی

|                                     |                               |
|-------------------------------------|-------------------------------|
| تو ام ہے جہاں میں راحت و غم کی مثال | ہے خندہ برق وابر گریاں کا حال |
| گو حاصل عشق سحر ہجرت ہے ضرور        | ہے بعد شب مفارقت روزِ وصال    |

|                                |                            |
|--------------------------------|----------------------------|
| شادی سے جو دور ہو گیا رنج      | یوں بلبل خامہ ہے نواں بچ   |
| وہ زینت ملک و تخت و دیہم       | یعنی دُشینت شاہِ اقلیم     |
| فردوس میں جلوہ زائے اتھا اب تک | مہاں شہِ اندر کا تھا اب تک |



کچھ وقت جو اس طرح گدرا  
 اس سوچ میں ہوئے خیر نکلا  
 تنویر کی اک زمیں تھا وہ شہر  
 نخل و گل و سبزہ زار دیکھا  
 گویا تھا جو طائر چمن تھا  
 حوروں کا کہیں لگا تھا جھڑ  
 کھیتی تھی جگر میں طرز گفتار  
 اس طرح وہ ناظر تماشا  
 ناگہ اثر شکیب پایا  
 اک طفل تھا نزد راہ واپس  
 ماہ کامل جمال انور  
 اک طفل کمال تھا نمودار

تفریح اُسے ہوئی گوارا  
 آمادہ برائے سیر نکلا  
 یا آب گہر کے بحر میں لہر  
 خنداں رخ نو بہار دیکھا  
 قدرت کی نشا میں نغمہ زن بکھا  
 پیروں کا کہیں جاتا تھا جھڑ  
 ہر لب پہ تھا خندہ شکر بار  
 تھا محو مظاہر تماشا  
 نظارہ دلنریب پایا  
 جلوہ تھا قمر کا کہکشاں پر  
 دلخواہ و دلفریب و دلبر  
 شاہانہ حیل لال تھا نمودار



صورت تھی وہ عکسِ حسنِ بخواہ  
 باز نہ وہ طفل شیر دل تھا  
 دایہ نے کہا سکیر اُس کو  
 ”لے لاتی ہوں جا کے شیر گل اور“  
 دیوانہ تھا شاہ ہوش کھو کر  
 تعویذ گلے میں طفل کے تھا  
 جز باپ جو غیر اسکو چھو لے  
 ناگاہ شکستہ ہو کے یکر  
 راجہ نے اٹھا اُسے پھایا  
 چھو کر جو اُسے رہا وہ محفوظ  
 راحت سے وہ راہِ رنج بھر کی  
 ہجرت میں ملا نوبہ و صلت

حیرت زدہ دیکھ کر ہوا شاہ  
 اک زادِ پلنگ متصل تھا  
 ”نادان ہے تو نہ چھیڑا سکو“  
 یہ کہکے چلی وہ گھر کو فی الفور  
 استادہ تھا مجو دید ہو کر  
 جو سحر و فنوں کا تھا مداوا  
 ہو سوختہ نقش کے عمل سے  
 ٹوٹا تعویذ وہ زمیں پر  
 اتنے ہی میں پہنچی آ کے دا  
 حیراں ہو کر ہوئی یہ مخلوق  
 اُس طفل کی ماں کو جا خبر کہ  
 بیمار نے پائی بوسے صحت



سمجھی کہ وصال یار ہوگا  
 تقدیر جو رویراہ پائی  
 یعنی یہ چلی ادھر سے پر شوق  
 رک رک کے قدم بڑھاتے دیکھا  
 چہرہ رخ یار کا سا پایا  
 جانا دلدارِ دلربا کو  
 آنکھوں میں لیا وہیں نظر سا  
 عارض کی نگہ سے لیں بلائیں  
 قرباں کئے شاہوار گو ہر  
 آہوں سے بخارِ دل نکالا  
 شکوے ہوئے دلربائیوں کے  
 داں شرم تھی مقتضائے فطرت

دور اب غم انتظار ہوگا  
 تو جادہ وصل پر وہ آئی  
 دیکھا ادھر اسکو شہ نے باذوق  
 شرماتے، بجاتے آتے دیکھا  
 کچھ نقش، نگار کا سا پایا  
 پہچان لیا شکنتلا کو  
 پہلو میں لیا وہیں جگر ساں  
 گیسو کی مرہ سے لیں بلائیں  
 آنکھوں نے کئے تیار گو ہر  
 اشکوں سے غبارِ دل نکالا  
 طعنے ہوئے بیوفائیوں کے  
 یاں اپنے کئے پہ تھی ندامت



واں شانِ حیا تھی سر کے خم سے  
مجرم نے گنہ کی کی تلاقی  
بولادہ کہ "اے پری وفا کی!  
کیا کیا سہی تیرے غم میں آفت  
"ملتی تھی نہ ڈھونڈھے راہ تیری  
"آتشکدہ تجھ بغیر تھی رات  
وحشت نے دکھائے باغ پر باغ  
"رحم اب مرے حال پر ذرا کر!  
کہنے لگی وہ نگارِ عصمت  
"ناحق ہے یہ تیری بدگمانی  
تیری وہی ہاے با وفا ہوں  
واں تو ہی نہ بتلائے غم تھا

یاں شاہ تھا سرنگوں الم سے  
چاہی تقصیر کی معافی  
میں پا بھی چکا سزا جفا کی  
"تکلیفِ فراق و دردِ ہجرت  
جھنکوانی کنوئیں تھی چاہ تیری  
پھونکے دیسی تھی چاندنی رات  
کھائے ہیں گلوں سے داغ پر داغ  
الطاف و نوازش و وفا کر!  
اے مالک و پردہ و ابر عصمت!  
وابستہ ہے تجھے زندگانی  
یعنی میں وہی شکستہ ہوں  
یاں مجھ کو بھی صدمہ الم تھا



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>             ہر گل تھا مجھے شرارِ دوزخ<br/>             ہر سانس اڑا رہی تھی جی کو<br/>             غم تھا تری یوفائی کا ہاے<br/>             بیجان تھی یا تھا جاں کا احساں<br/>             پر اس میں ترا قصور کیا ہے؟<br/>             شکوہ کا نہیں یہ وقت لیکن<br/>             یہ کہلے بہم وہ مل کے روئے<br/>             نظارہ اجتماعِ واں تھا<br/>             شہ کے لئے طفلِ زیبِ بر تھا<br/>             واپس ہوئے بارے مل کے مجبور<br/>             راجہ کے محل میں جا کے پہنچے<br/>             دیکھا جو رخ شکستہ وہ         </p> | <p>             روشن تھی جنان میں نارِ دوح<br/>             ہر پھونک جلا رہی تھی جی کو<br/>             رونا تھا تری جدائی کا ہاے<br/>             اُمید کبھی تھی اور کبھی یاس<br/>             خود دل ہی مرا جو پر خطا ہے<br/>             ہے شکر پھر آئے وصل کے دن<br/>             یوں داغِ فراقِ دل سے دھوئے<br/>             باہم سے دھیر کا قراں تھا<br/>             آغوشِ پدر میں وہ پسر تھا<br/>             وہ رشکِ ملک وہ غیرتِ حور<br/>             نزدِ شہ اندر آ کے پہنچے<br/>             حیرت زدہ حُسن سے رہا وہ         </p> |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|



پوچھا کہ "یہ تیری شاہ! ہے کون؟"  
 بولا کہ "یہ دختِ مینکا ہے"  
 پھر سب وہ کہا سیرِ نہانی  
 بولا وہ "سنگے" "لو، مبارک!"  
 ٹھہرا کے پھر اُن کو باعنایات  
 کچھ روز غرض، وہ رہ کے ناچار  
 مانگی شہر اندر سے اجازت  
 اس طرح جو واں سے پھر چلے وہ  
 تجویزِ سفر اُسے سنائی  
 آیا جو غمِ منہراقِ دستر  
 الفت کے دکھا کے یوں قرینے  
 باشکوہ جو رہ پا ستانی

خورشید کے ساتھ ماہ ہے کون؟  
 راتی مری یہ شکنتلا ہے"  
 وہ، بجز دو سال کی کہانی  
 یہ ساعتِ سعد ہو مبارک!  
 دیکھلائے مراسمِ مدارات  
 چلنے کو ہوا وطن کے تیار  
 ریل ریل کے ہوا خوشی سے غصت  
 شاواں سوے مینکا گئے وہ  
 جانے کی خبر اُسے سنائی  
 ریل ریل کے گلے سے روئی ماؤ  
 سو نپا اُسے شاہ کو پری نے  
 کی استدعا سے ہربانی



با عہد وفا بعد محبت  
آیا تو ملائک کو بخت  
تینوں کو بسان گل چڑھایا  
اس طرح وہ رہروان مسرور  
پھر طے ملکر وطن میں آئے  
دیکھا جو شبہ سیج دم واد  
اس طرح غرض وہ نیک مقصوم  
پھر کہے وہ عشق کی کہانی  
شہزادہ کو پیار سے اٹھایا  
شادی کی محل میں تھی اقامت  
ہر سمت ہوا خوشی کا اظہار  
کی نذر خلوص اک نے آکر

بارے ہوا شاہ واد سے سخت  
تیار تھے اندر کائے تخت  
نکھت سا سوسے زمیں اڑایا  
فردوس سے آئے ہستنا پو  
پھر بلبل و گل چمن میں آئے  
پھر لوگوں کے آئی جان میں جاں  
آیا جو محل میں بیچ گئی دھوم  
راجہ نے دکھائی اپنی رانی  
سب خاص و عام کو دکھایا  
تھا شور مبارک و سلامت  
شاداں تھی رعیت و فادار  
دی جنس وفا کسی نے جا کر



|                                                                                                                                                                                                                |                                                                                                                                                                                                                      |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>وہ شاہ بہارِ بختِ ناز تھا<br/> الماس رہا گھر سے داصل<br/> دن عید تو شب برات تھی رات<br/> دونو سکھیدوں کو داں بلایا<br/> اپنی کہی سرگزشت ساری<br/> وہ خاتمِ ستشاہ کی کرامات<br/> سب رہنے لگے خوشی سے بہم</p> | <p>ہر شخص ہنالِ نخل ساں تھا<br/> بارے جو ہوئی مراد حاصل<br/> کتنے تھے ہمنسی خوشی سے اوقات<br/> موقع جو شگفتا نے پایا<br/> بل بل کے گلے باہ و زاری<br/> پھر اُن سے سُنے دعا کے حالات<br/> سامانِ طرب جو تھے فراہم</p> |
|                                                                                                                                                                                                                | <p>تھا شاہِ بھرت وہ طفلِ خوشکام<br/> مشہور ہے جکا آجتک نام</p>                                                                                                                                                       |
| <p>اقبال و رما سحر ہنگامی</p>                                                                                                                                                                                  |                                                                                                                                                                                                                      |



# قطعه تاربخ

(بن تصنیف تحس)

ہے شکر خدا سے عز و جل آج

آخر ہوئی داستانِ خوبی

بولا دل خوش براے تاربخ

۱۰ ۹ ۸  
گیا خوب ہے ار مستانِ خوبی

کتبخانہ وقف منصوبہ میر تقی میر

اقبال و دما سحر ہنگامی



## یادگار رام

یعنی

داوت کامل سری سراجی امیر تہجدی ہلالیم نے مفقود  
کے پانچ اسٹے اور قابل دید مضامین  
سہ سوانح حالات و نوحہ و فوات وغیرہ

و بیاض  
از انبیل منشی گنگا پرشاد صاحب اڈھیراڈ کیٹ  
دہلید

از اس بہادر لالہ بیچا تھ صاحب جج پنشنر  
جیم ۱۲۲ صفحات

قیمت ۱۲

مجلد عدد

## یادگار سرور

یا

خم خانہ سرور

یعنی

سرور شعراے حال منشی دے کا سہا سہا سرور جان دے  
کی بہترین نظموں کا مجموعہ تصویف و سوغات

مرتبہ

منشی دیانراں گم۔ بی۔ ایڈیٹر زمانہ  
جیم ۱۲۲ صفحات

قیمت ۱۲

مجلد عدد

روٹھی رانی۔ حسن و عشق کی بنیظیر داستان۔ تریا ہٹ کی سچی کہانی۔ راجپوتوں  
کی بات۔ اُنکی جان کے ساتھ ہو۔ حقیقت اس دلکش نشانہ سے ثابت ہوتی ہے قیمت ۱۲

## خیالات عزیز

یعنی

مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ لے  
مرحوم کی علمی ادبی تالیفیں اور ملکی  
مضامین کا ایک قابل دید مجموعہ

معہ دیباچہ

از اب کا الملائک صاحب مرحوم۔ قیمت ۱۲

## پریم بھپسی

یعنی

اردو کے مشہور فسانہ نگار منشی پریم چند  
صاحب کے بہترین قصوں کا مجموعہ  
زبان کی لطافت اور بیان کی صفائی  
قابل دید ہے۔

قیمت ۱۲

مجلد عدد



# رسالہ زمانہ

اردو کا بہترین رسالہ

سترہ سال گزشتہ سے ملک کی علمی خدمت کر رہا ہے  
ایڈیٹر .. .. دیانند گنپت  
زمانہ نے ملک کے تمام انشا پردازوں اور شاعروں  
کی امداد حاصل کر لی ہے۔

ہندوستان۔ زمانہ اردو رسالوں میں چوٹی کا رسالہ ہے۔  
بھارت میں۔ زمانہ کے ہر نمبر میں غور سے پڑھنے کے لائق  
مضامین ہوتے ہیں۔

جنوری ۱۹۱۷ء سے زمانہ کی بتیسویں جلد شروع ہوئی ہے۔ آپ  
بھی اس نمبر سے اسکی خریداری شروع فرمائیے۔

قیمت چار روپیہ للوہ سالانہ  
نذر یہ منی آرڈر بھیج دیجئے یا کہ پھلا پرچہ ویلیو پے ایل (قیمت طلب) طلب فرمائیے  
مینجور زمانہ کانپور سے طلب فرمائیے

منشی دیانند گنپت۔ اس کے اہتمام سے زمانہ پریس کانپور میں چھپ کر شائع ہوا۔